﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 19

جمعۃ المبارک 2/مارچ 2012ء

8/ربیع الثانی 1433 ہجری قمری ❁ 2/امان 1391 ہجری شمسی

شمارہ 09

گمراہی سے بچنے کی دعا

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا کرتے :

اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں یا پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جاؤں یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔ یا میں جہالت کروں یا میرے ساتھ جہالت کی جائے۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب باب ما یقول الرجل اذا خرج من بتہ۔حدیث نمبر4430)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

ہم مسلمان ہیں اور احمدی ایک امتیازی نام ہے۔ہم تو تفرقہ نہیں ڈالتے بلکہ ہم تفرقہ دور کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ایک جماعت بنانا چاہتا ہے اور اس کا دوسروں سے امتیاز ہونا ضروری ہے۔

’’اسلام پر یہ کیسا مصیبت کا زمانہ ہے۔اندرونی مصائب بھی بے انتہا ہیں اور بیرونی بھی بے حد ہیں۔ پھر یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس وقت کسی مصلح کی ضرورت نہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں پھر ہم کو کسی مصلح کی کیا ضرورت ہے۔مگر نہیں سمجھتے کہ جبتک خدا کی رحمت نہ ہو وہ رقّت اور درد پیدا نہیں ہو سکتا جو انسان کے دل کو صاف کرتا ہے۔ چاہیے کہ بہت دعائیں کریں۔صرف بحث کرنے والا فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام پر کس طرح کے مصائب نازل ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اسلام کو گویا خدا تعالیٰ نے فراموش کر دیا ہے۔ دہلی کے لوگ ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ لڑنے کو آئے ہیں۔حق طلبی کا اُنہیں خیال نہیں۔حلق کے نیچے بات تب اُترتی ہے جب حلق صاف ہو۔دوائی کا بھی یہی حال ہے کہ جبتک حلق صاف نہ ہو اور معدہ بھی صاف نہ ہو دوائی کا اثر نہیں ہو سکتا۔دوائی قے ہو جاتی ہے یا ہضم نہیں ہوتی۔

احمدی نام کیوں رکھا گیا ہے

ایک مولوی صاحب آئے اور انہوں نے سوال کیا کہ خدا تعالیٰ نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے۔آپ نے اپنے فرقہ کا نام احمدی کیوں رکھا ہے؟ یہ بات ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ (الحج:79) کے برخلاف ہے۔

اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا:

اسلام بہت پاک نام ہے اور قرآن شریف میں یہی نام آیا ہے۔لیکن جیسا کہ حدیث شریف میں آ چکا ہے اسلام کے تہتّر (73) فرقے ہو گئے ہیں اور ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔انہی میں ایک رافضیوں کا ایسا فرقہ ہے جو سوائے دو تین آدمیوں کے تمام صحابہؓ کو سبّ وشتم کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کو گالیاں دیتے ہیں۔اولیاء اللہ کو بُرا کہتے ہیں۔ پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔خارجی حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا کہتے ہیں اور پھر بھی مسلمان نام رکھاتے ہیں۔ بلادِ شام میں ایک فرقہ یزیدیہ ہے جو امام حسینؓ پر تبرّہ بازی کرتے ہیں اور مسلمان بنے پھرتے ہیں۔اسی مصیبت کو دیکھ کر سلفِ صالحین نے اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے تمیز کرنے کے واسطے اپنے نام شافعی، حنبلی وغیرہ تجویز کئے۔آجکل نیچریوں کا ایک ایسا فرقہ نکلا ہے جو جنت، دوزخ، وحی، ملائک سب باتوں کا منکر ہے۔ یہانتک کہ سید احمد خاں کا خیال تھا کہ قرآن مجید بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات کا نتیجہ ہے اور عیسائیوں سے سُن کر یہ قصے لکھ دیئے ہیں۔غرض ان تمام فرقوں سے اپنے آپ کو تمیز کرنے کے لیے اس فرقہ کا نام احمدیہ رکھا گیا۔

حضرت یہ تقریر کر رہے تھے کہ اس مولوی نے پھر سوال کیا کہ قرآن شریف میں تو حکم ہے کہ لَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران:104) اور آپ نے تو تفرقہ ڈال دیا۔

حضرت نے فرمایا: ہم تو تفرقہ نہیں ڈالتے بلکہ ہم تفرقہ دور کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ اگر احمدی نام رکھنے میں ہتک ہے تو پھر شافعی حنبلی کہلانے میں بھی ہتک ہے، مگر یہ نام ان اکابر کے رکھے ہوئے ہیں جن کو آپ بھی صلحا مانتے ہیں۔وہ شخص بدبخت ہوگا جو ایسے لوگوں پر اعتراض کرے اور اُن کو برا کہے۔صرف امتیاز کے لیے ان لوگوں نے اپنے یہ نام رکھے تھے۔ ہمارا کاروبار خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ہم پر اعتراض کرنے والا خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے۔ہم مسلمان ہیں اور احمدی ایک امتیازی نام ہے۔

اگر صرف مسلمان نام ہو تو شناخت کا تمغہ کیونکر ظاہر ہو۔خدا تعالیٰ ایک جماعت بنانا چاہتا ہے اور اس کا دوسروں سے امتیاز ہونا ضروری ہے۔بغیر امتیاز کے اس کے فوائد مترتب نہیں ہوتے اور صرف مسلمان کہلانے سے تمیز نہیں ہو سکتی۔امام شافعی اور حنبل وغیرہ کا زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس وقت بدعات شروع ہو گئی تھیں۔ اگر اس وقت یہ نام نہ ہوتے تو اہل حق اور ناحق میں تمیز نہ ہو سکتی۔ ہزارہا گندے آدمی ملے جلے رہتے۔ یہ چار نام اسلام کے واسطے مثل چار دیواری کے تھے۔ اگر یہ لوگ پیدا نہ ہوتے تو اسلام ایسا مشتبہ مذہب ہو جاتا کہ بدعتی اور غیر بدعتی میں تمیز نہ ہو سکتی۔اب بھی ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ گھر گھر ایک مذہب ہے۔ہم کو مسلمان ہونے سے انکار نہیں، مگر تفرقہ دور کرنے کے واسطے یہ نام رکھا گیا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت والوں سے اختلاف کیا اور عام نظروں میں ایک تفرقہ ڈالنے والے بنے۔لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ تفرقہ خود خدا ڈالتا ہے۔جب کھوٹ اور ملاوٹ زیادہ ہو جاتی ہے تو خدا تعالیٰ خود چاہتا ہے کہ ایک تمیز ہو جائے۔

مولوی صاحب نے پھر وہی سوال کیا کہ خدا نے تو کہا ہے کہ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ (الحج:79)

فرمایا: کیا اس میں رافضی اور بدعتی اور آجکل کے مسلمان شامل ہیں؟ کیا اس میں آجکل کے وہ لوگ شامل ہیں جو اباحتی ہو رہے ہیں؟ اور شراب اور زنا کو بھی اسلام میں جائز جانتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔اس کے مخاطب تو صحابہؓ ہیں۔حدیث شریف میں آتا ہے کہ قرون ثلاثہ کے بعد فیج اعوج کا زمانہ ہوگا جس میں جھوٹ اور کذب کا افشا ہوگا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے لَیْسُوْا مِنِّی وَلَسْتُ مِنْھُمْ ۔نہ اُن کا مجھ سے کوئی تعلق ہے نہ میرا اُن سے کوئی تعلق ہے۔وہ لوگ مسلمان کہلائیں گے مگر میرے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

جو لوگ اسلام کے نام سے انکار کریں یا اس نام کو عار سمجھیں۔ان کو تو میں لعنتی کہتا ہوں۔ میں کوئی بدعت نہیں لایا۔جیسا کہ حنبلی شافعی وغیرہ نام تھے ایسا ہی احمدی بھی نام ہے بلکہ احمد کے نام میں اسلام کے بانی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اِتّصال ہے۔اور یہ اِتّصال دوسرے ناموں میں نہیں۔ احمد، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔اسلام احمدی ہے اور احمدی اسلام ہے۔حدیث شریف میں محمدی رکھا گیا ہے۔بعض اوقات الفاظ بہت ہوتے ہیں مگر مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔آجکل اس قدر طوفان زمانہ میں ہے کہ اوّل آخر کبھی نہیں ہوا اس واسطے کوئی نام ضروری تھا۔خدا تعالیٰ کے نزدیک جو مسلمان ہیں وہ احمدی ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ499 تا502۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

جماعت احمدیہ کا آغاز، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، دیگر مسلمانوں کے مقابل پر جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد اور احمدیت کی غرض وغایت

(تحریر فرمودہ: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے 1939ء میں سلسلہ احمدیہ کے نام سے ایک گرانقدر کتاب تحریر فرمائی جس میں سلسلہ احمدیہ کی پچاس سالہ تاریخ کے علاوہ جماعت کے مخصوص عقائد، جماعت کی غرض وغایت وغیرہ مضامین پر نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی۔ ذیل میں اس کتاب کے بعض منتخب حصے ہدیۂ قارئین ہیں۔(مدیر)

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماموریت کا پہلا الہام مارچ 1882ء میں ہوا تھا جس کے بعد آپ نے اشتہاروں وغیرہ کے ذریعہ تمام دنیا میں اپنے دعویٰ مجددیت کا اعلان فرمادیا مگر چونکہ ابھی تک آپ کو بیعت لینے کا حکم نہیں ہوا تھا اس لئے آپ نے بیعت کا سلسلہ شروع نہیں کیا اور بدستور عام رنگ میں اسلام کی خدمت میں مصروف رہے۔ پھر جب 1888ء کا آخر آیا تو آپ نے خدا سے حکم پاکر بیعت کا اعلان فرمایا۔(دیکھو اشتہار یکم دسمبر 1888ء و12/جنوری 1889ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 158۔ جدید ایڈیشن) اور پہلے دن کی بیعت میں جو مارچ 1889ء میں بمقام لدھیانہ ہوئی چالیس افراد نے آپ کے ہاتھ پر توبہ اور اخلاص اور اطاعت کا عہد باندھا جس میں ہر بیعت کنندہ سے خصوصیت کے ساتھ یہ اقرار لیا جاتا تھا کہ'' میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔'' ابتدائی بیعت میں بیشتر طور پر وہی لوگ شامل تھے جو پہلے سے آپ کے زیر اثر آکر آپ کی صداقت کے قائل ہو چکے تھے۔ انہی میں حضرت مولوی نورالدین صاحب بھی تھے جو ایک بہت بڑے دینی عالم اور نہایت ماہر طبیب تھے اور ان ایام میں مہاراجہ صاحب جموں وکشمیر کے دربار میں بطور شاہی طبیب کے ملازم تھے۔ حضرت مولوی صاحب موصوف ایک نہایت جید عالم تھے اور قرآن کریم کی تفسیر کا خاص علم اور خاص ملکہ رکھتے تھے اور اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب کے لٹریچر پر بھی ان کی نظر نہایت وسیع تھی۔ وہ پہلے دن کی بیعت میں اول نمبر پر تھے اور انہیں یہ امتیاز اور فخر بھی حاصل ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جو 1908ء میں ہوئی وہ جماعت کے پہلے خلیفہ ہوئے۔ حضرت مولوی صاحب بھیرہ ضلع شاہ پور کے رہنے والے تھے۔

اس ابتدائی بیعت کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ صرف مجدد ہونے کا تھا یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اسلام کی چودھویں صدی کے سر پر دین کی خدمت اور اسلام کی تجدید کے لئے مبعوث کیا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور دعویٰ نہیں تھا۔ نہ مسیح ہونے کا نہ مہدی ہونے کا، نہ نبی اور رسول ہونے کا اور نہ تمام قوموں کے آخری موعود ہونے کا۔ اس لئے اس وقت تک مسلمانوں میں آپ کی کوئی مخالفت نہیں ہوئی بلکہ عموماً آپ کو اسلام کا ایک نہایت قابل جرنیل خیال کیا جاتا تھا اور لوگ آپ کے غیر معمولی تقویٰ اور طہارت اور جذبۂ خدمتِ دین کے قائل تھے اور آپ کے وجود کو اپنے لئے ایک مضبوط سہارا، دین کے لئے ایک پختہ ستون سمجھتے تھے۔ اور دوسری قومیں بھی آپ کو اسلام کا ایک عدیم المثال جرنیل خیال کرتی تھیں اور آپ کی زبردست تحریروں سے خائف تھیں۔ مگر جیسا کہ ذیل کی سطور سے ظاہر ہوگا یہ صورتِ حال زیادہ دیر تک قائم نہیں رہی۔

مسیحیت کا دعویٰ اور مخالفت کا طوفانِ بےتمیزی

1890ء اور 1891ء کے سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے خاص سال تھے کیونکہ ان میں حضرت مسیح موعودؑ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس حقیقت کا انکشاف ہوا جس نے آپ کے متعلق لوگوں کے رخ کو بالکل بدل دیا۔ اور آپ کے خلاف مخالفت کا وہ طوفانِ بے تمیزی اٹھ کھڑا ہوا جس کی نظیر سوائے انبیاء کے زمانے کے اور کسی جگہ نہیں ملتی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ 1890ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر الہاماً ظاہر کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنہیں عیسائی اور مسلمان دونوں آسمان پر زندہ خیال کررہے ہیں اور آخری زمانہ میں ان کی دوسری آمد کے منتظر ہیں وہ دراصل وفات پا چکے ہیں اور ان کے آسمان پر جانے اور آج تک زندہ چلے آنے کا خیال بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے اور یہ کہ ان کی دوسری آمد کا وعدہ ایک مثیل کے ذریعہ پورا ہونا تھا اور آپ کو بتایا گیا کہ یہ مثیل مسیح خود آپ ہی ہیں۔ چنانچہ جو الہامات اس بارے میں آپ کو ہوئے ان میں سے ایک الہام یہ تھا کہ:۔

''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہوکر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وَکَانَ وَعْدُاللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔''(تذکرہ صفحہ 148۔ مطبوعہ 2004ء)

اس عظیم الشان انکشاف پر آپ نے 1891ء کے شروع میں رسالوں اور اشتہاروں کے ذریعہ اپنے اس دعویٰ کا اعلان کیا۔(دیکھو رسالہ فتح اسلام وتوضیح مرام و اشتہار مورخہ 26/مارچ 1891ء)۔ جس پر مسلمانوں اور عیسائیوں ہر دو میں ایک خطرناک ہیجان پیدا ہوگیا اور ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک مخالفت کی آگ کے شعلے بلند ہونے لگے۔

اس مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان اور عیسائی دونوں کئی صدیوں سے یہ عقیدہ بنائے بیٹھے تھے کہ حضرت مسیح ناصری جو ساڑھے انیس سو سال گزرے کہ ملک فلسطین میں پیدا ہوئے تھے وہ اب تک آسمان میں خدا کے پاس زندہ موجود ہیں اور آخری زمانہ میں جبکہ فتنوں اور فسادوں کا زور ہوگا وہ دنیا میں دوبارہ آئیں گے اور ان کے ذریعہ زمین پر پھر خدا کی حکومت قائم ہوگی۔ مگر اس حد تک مشترک عقیدہ رکھنے کے بعد ان ہر دو قوموں کے عقائد کی تفصیل میں اختلاف تھا یعنی مسلمان تو یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ عیسیٰ رسول اللہ فوت نہیں ہوئے بلکہ اللہ نے انہیں صلیب سے بچالیا تھا اور پھر وہ زندہ ہی آسمان پر اٹھا لئے گئے اور آخری زمانہ میں وہ زمین پر دوبارہ نازل ہوکر اسلام کو دوسرے مذاہب پر غالب کریں گے اور یہ غلبہ قہری اور جلالی ہوگا اور اس وقت جو قومیں اسلام کو قبول نہیں کریں گی وہ سب مٹا دی جاویں گی اور دوسری طرف عیسائی یہ خیال کرتے تھے کہ ان کے خداوند مسیح صلیب پر فوت تو ہوگئے تھے مگر ان کی یہ موت عارضی موت تھی جو انہوں نے دنیا کے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے خود اپنی مرضی سے اختیار کی تھی چنانچہ اس موت کے بعد وہ دوبارہ زندہ ہوکر آسمان پر چڑھ گئے اور آخری زمانہ میں پھر زمین پر اتریں گے اور مسیحیت کو تمام دنیا میں قائم کردیں گے اور ان کی یہ دوسری آمد پہلی آمد کی نسبت زیادہ شاندار اور جلالی ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ گویا دونوں قومیں اپنے اپنے مذہبی اصول کے ماتحت حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی کی منتظر تھیں اور انہیں اپنا نجات دہندہ خیال کرتی تھیں اور ان کے جلالی نزول کے متعلق دونوں نے عجیب عجیب نقشے جما رکھے تھے۔

پس جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا اعلان فرمایا اور اس عقیدہ کا اظہار کیا کہ وہ دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور آسمان پر نہیں گئے اور یہ کہ ان کی دوسری آمد کا وعدہ خود آپ کے وجود میں پورا ہوا ہے کیونکہ آپ حضرت مسیح ناصری کی خوبو پر اور انہی کی روحانی صفات سے متصف ہوکر آئے ہیں تو اس پر مسلمانوں اور عیسائیوں کو طبعاً ایک سخت دھکا لگا اور انہوں نے اپنے ہوائی قلعوں کو خاک میں ملتا دیکھ کر آپ کے خلاف اپنے اپنے رنگ میں مخالفت کا طوفان کھڑا کردیا اور یہ مخالفت طبعاً مسلمانوں میں زیادہ تھی کیونکہ آپ نے اسلام کے اندر ہوکر مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور مسلمان ہی آپ کے پہلے مخاطب تھے چنانچہ مسلمان علماء نے آپ کو ملحد اور کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور آپ کا نام دجال اور دشمن اسلام رکھا اور ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک خطرناک عداوت کی آگ مشتعل ہوگئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کے ساتھ اس وقت تک صرف چند گنتی کے آدمی تھے اس مخالفت کے طوفان سے ہراساں نہیں ہوئے بلکہ اس مخالفت کو بھی الٰہی سلسلوں کی سنت قرار دے کر اپنی صداقت کی ایک دلیل گردانا۔ اور ایک مفصل اور مدلل تصنیف کے ذریعہ جس کا نام آپ نے ''ازالہ اوہام'' رکھا اپنے دعویٰ کی صداقت کے دلائل پیش کئے اور ثابت کیا کہ حضرت مسیح ناصری واقعی وفات پا چکے ہیں اور ہرگز آسمان پر نہیں اٹھائے گئے اور قرآن اور حدیث بلکہ خود مسیحی صحیفے انہیں فوت شدہ قرار دیتے ہیں اور یہ کہ آخری زمانہ میں جس مسیح کا وعدہ تھا وہ ایک مثیل کے ذریعہ پورا ہونا تھا اسی طرح جس طرح کہ مسیح ناصری کے زمانہ میں ایلیا نبی کی دوبارہ آمد کا وعدہ یوحنا نبی کی آمد سے پورا ہوا۔ آپ نے ثابت کیا کہ قرآن شریف کی متعدد آیتیں حضرت مسیح کو یقینی طور پر فوت شدہ قرار دیتی ہیں اور کوئی ایک آیت بھی مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کی مؤید نہیں بلکہ مسلمانوں نے عیسائیوں کے خیالات سے متاثر ہوکر اور بعض استعارات سے دھوکا کھا کر یہ سراسر غلط عقیدہ بنا رکھا ہے جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانہ میں نام ونشان تک نہ تھا۔

آپ نے یہ بھی ثابت کیا کہ مسیح کی دوسری آمد کے لئے جو علامات اسلام میں بتائی گئی تھیں مثلاً مسلمانوں کی حالت کا بگڑ جانا اور عیسائی مذہب کا زور پکڑنا اور ریل اور پریس وغیرہ کا جاری ہونا وغیرہ وہ موجودہ زمانہ میں پوری ہو گئی ہیں اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں ازل سے مسیح کی آمد ثانی مقدر تھی۔ اور آپ نے یہ بھی ثابت کیا کہ مسیح کے جلالی ظہور سے یہ مراد نہیں کہ وہ تلوار کے ساتھ ظاہر ہوگا بلکہ اس میں اس کی روحانی طاقتوں کی طرف اشارہ ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ مسیح کی دوسری آمد اس کی پہلی آمد کی نسبت زیادہ شاندار ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسے دوسری آمد میں زیادہ کامیابی اور زیادہ غلبہ عطا کرے گا اور دجال کے متعلق جس نے مسیح کے زمانہ میں ظاہر ہونا تھا آپ نے یہ تشریح فرمائی کہ اس سے کوئی فرد واحد مراد نہیں بلکہ ایک قوم اور ایک فرقہ ضالہ مراد ہے جو اپنی بے دینی کی طاقتوں کے ساتھ دنیا میں فساد عظیم کے پھیلانے کا موجب ہوگا اور آپ نے بتایا کہ اس سے مسیحیت کی فوجوں کی طرف اشارہ ہے جو مسیح ناصری کی حقیقی تعلیم کو چھوڑ کر دنیا میں دہریت اور مادیت کے انتشار کا آلہ بنی ہوئی ہیں۔(دیکھو ازالہ اوہام)

مہدویت کا دعویٰ اور خونی مہدی سے انکار

اسی طرح آپ نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ اسلام میں جس مہدی کا مسیح کے زمانہ میں وعدہ کیا گیا تھا وہ میں ہوں مگر یہ کہ مَیں کسی جنگی مشن کے ساتھ مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ میرا کام امن اور صلح کے طریق پر مقرر ہے اور آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں جو ایک خونی مہدی کا خیال پیدا ہو چکا ہے یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے جس کے متعلق قرآن شریف اور صحیح احادیث میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ یہ خیال بھی بعض استعاروں کے نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے جو عموماً پیشگوئیوں میں اختیار کئے جاتے ہیں اور آپ نے لکھا کہ جہاد کرنے والے اور کافروں کو مارنے والے مہدی سے صرف یہ مراد ہے کہ آنے والا مہدی ایسے مضبوط اور زبردست دلائل کے ساتھ ظاہر ہوگا کہ اس کے مقابل پر گویا اس کے مخالفوں پر موت وارد ہو جائے گی۔ آپ نے یہ بھی ثابت کیا کہ مہدی اور مسیح الگ الگ وجود نہیں ہیں بلکہ ایک ہی شخص کی دو مختلف حیثیتوں سے اسے یہ نام دیا گیا ہے یعنی مثیل مسیح ہونے کے لحاظ سے آنے والے موعود کا نام مسیح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل اور بروز ہونے کے لحاظ سے اس کا نام مہدی ہے ورنہ دراصل وہ ایک ہی ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں بھی آتا ہے کہ مسیح موعود کے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ (مہدی کی بحث مختلف کتب میں درج ہے۔ دیکھو ازالہ اوہام۔ آئینہ کمالات اسلام اور نورالحق اور حقیقت مہدی۔ سلسلہ احمدیہ حصہ اول صفحہ 28 تا 32۔ اشاعت 2008ء قادیان وغیرہ'')

جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد

''...... ہم ان مخصوص عقائد کا ذکر کرتے ہیں جو مقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے دنیا کے سامنے پیش کئے۔...... یہ عقائد اسلام سے خارج یا اس کے علاوہ نہیں ہیں بلکہ یہ سارے عقائد جو ہم اس جگہ بیان کریں گے اسلام ہی کے عقائد ہیں لیکن بوجہ اس کے کہ مسلمان انہیں بھلا چکے تھے حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں دوبارہ زندہ کرکے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسی طرح ان میں بعض عقائد ایسے ہیں کہ وہ قرآن شریف میں موجود تو تھے مگر چونکہ ابھی تک ان کے ظاہر ہونے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی اس لئے وہ آج تک ایک مخفی کان کی طرح نظروں سے اوجھل چلے آئے تھے لیکن اب آکر حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ان کا اظہار اور انکشاف ہوا۔ ہم اس جگہ ان سب عقائد کا تو ذکر نہیں کرسکتے جن پر حضرت مسیح موعودؑ نے احمدیت کی بنیاد رکھی ہے البتہ بعض خاص خاص عقائد کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں اور انہیں بھی صرف اختصار کے ساتھ درج کیا جائے گا کیونکہ اصل بحث حضرت مسیح موعود کی کتب اور سلسلہ احمدیہ کے دوسرے مستند لٹریچر میں موجود ہے اور جو شخص چاہے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر185

عہدِ خلافت خامسہ میں عربی زبان میں کتب اور تراجم کی اشاعت (4)

پچھلی تین قسطوں میں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کی جدید طبع میں علیحدہ طور پر اشاعت کے کام کا ذکر کیا تھا۔اس قسط میں باقی عربی کتب اور تراجم کی اشاعت کی تفصیل اور مختصر تعارف پیش کیا جائے گا۔

اَلْخَزَائِنُ الدَّفِيْنَة

''مرزا غلام احمد علیہ السلام اپنی تحریروں کی رو سے'' کے عنوان سے حضرت سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر تحریرات کو مضمون وار جمع کر دیا ہے۔ اسی طرز پر عربوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی اور اردو سے ترجمہ شدہ تحریرات کو جمع کر کے 700 سے زائد صفحات پر مشتمل ایک ضخیم جلد تیار کر کے شائع کی گئی ہے۔اس کے جمع وترتیب کا کام مکرم محمد احمد نعیم صاحب اور مکرم ہانی طاہر صاحب نے کیا ہے۔

اس میں موٹے طور پر مندرجہ ذیل موضوعات کے بارہ میں اقتباسات اکٹھے کئے گئے ہیں:

باب اول: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان اور نسب۔

باب دوم: بعثت سے پہلے آپؑ کی سیرت، آپ کا دعویٰ، آپ کے القاب، آپ کی نبوت، بیعت اور اس کی غرض او راس کی شرائط اور جماعت کی بنیاد، اور آپؑ کے بعض صحابہ۔

باب سوم: آپؑ کے عقائد، تعلیم او ربعض اعلیٰ درجہ کے مفاہیم وتفسیرات۔

باب چہارم: آپؑ کی صداقت کے نشانات اور معجزات۔

باب پنجم: دیگرادیان۔

باب ششم: اعتراضات کے جوابات۔

باب ہفتم: جماعت کو نصائح، جلسہ سالانہ، نظام وصیت، خلافت، اسلام کا مستقبل اور انجام سلسلہ۔

یہ کتاب 2008ء میں شائع ہوئی۔

تفسیر کبیر کے ترجمہ کی تکمیل

تفسیر کبیر کے ترجمہ کا کام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے عہدِ مبارک میں شروع ہوا تھا۔ آپ نے اپنی خلافت کے شروع میں ہی یہ خدمت مکرم ملک مبارک احمد صاحب (استاذ الجامعہ) کے سپرد فرمائی تھی۔آپ نے پہلی جلد کا ترجمہ کی سعادت پائی۔ آپ کی وفات کے بعد یہ خدمت حضور انور رحمہ اللہ نے عبدالمومن طاہر صاحب کے سپرد فرمائی۔

2003ء تک اس کی پہلی تین جلدوں کا ترجمہ چھپ سکا جبکہ چوتھی جلد کا ترجمہ ابھی تیاری کے مراحل سے گزر رہا تھا کہ حضورؒ کی وفات ہوگئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مبارک عہد کے آغاز میں ہی مکرم عبدالمومن طاہر صاحب کو ارشاد فرمایا کہ وہ دیگر کاموں کے ساتھ ہر سال تفسیر کبیر کی ایک جلد کا ترجمہ بھی مکمل کریں۔اللہ تعالیٰ نے خلیفۂ وقت کے الفاظ اور ارشاد میں ایسی برکت رکھی کہ اس کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ ہر سال تفسیر کبیر کی ایک جلد کا عربی ترجمہ چھپتا رہا تا آنکہ 2011ء میں دس جلدوں کا ترجمہ مکمل ہوکر چھپ گیا اور عربوں کے لئے معارف کے اس بحرِ زخار سے فائدہ اٹھانا آسان ہوگیا۔

تفسیر کبیر جلد اوّل کا ترجمہ فوری ضرورت پوری کرنے کے لئے کسی قدر اختصار کے ساتھ کیا گیا تھا۔اس لئے اب اس پہلی جلد کا ترجمہ دوبارہ مکمل طور پر اور اختصار کے بغیر کیا جا رہا ہے۔ یہاں شاید یہ وضاحت قارئین کرام کے لئے خالی از فائدہ نہ ہوگی کہ تفسیر کبیر کی دس جلدوں میں کون کونسی سورتوں کی تفسیر ہے، اور کون سے حصے کی تفسیر نہیں ہوئی۔

جلد اوّل میں سورۃ فاتحہ وسورۃ البقرہ رکوع 1 تا رکوع 9 کی تفسیر ہے۔

جلد دوم: سورۃ البقرہ رکوع 10 تا آخر۔

اس کے بعد سورتہائے آل عمران ، النساء، المائدہ، الأنعام، الأعراف، الأنفال، اور التوبہ کی تفسیر نہیں ہے۔

جلد سوم میں سورتہائے یونس، ہود، یوسف، رعد، اور ابراہیم۔

جلد چہارم میں سورتہائے الحجر، النحل، بنی اسرائیل، اور الکہف۔

جلد پنجم میں سورتہائے مریم، طٰہٰ اور الانبیاء۔

جلد ششم میں سورتہائے الحج، المؤمنون، النور، الفرقان۔

جلد ہفتم میں: سورتہائے الشعراء، النمل، القصص، العنکبوت کی تفسیر ہے۔

اس کے بعد سورۃ الروم (اکیسویں پارے) سے لے کر سورۃ المرسلات (انتیسویں پارے کے آخر) تک کے حصہ کی تفسیر بھی نہیں ہے۔

جلد ہشتم میں سورۃ النبأ تا سورۃ البلد۔

جلد نہم میں سورۃ الشّمس تا سورۃ الہمزہ۔

اور جلد دہم میں سورۃ الفیل تا سورۃ الناس کی تفسیر ہوئی ہے۔

تفسیر کبیر کے عربی ترجمہ میں ایک اہم بات کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اس میں مذکور اکثر حوالہ جات کی تخریج کا کام بھی مکمل کر کے شامل کر دیا گیا ہے۔ نیز بعض جلدوں میں نادر حوالہ جات کی کاپی بھی آخر پر لگا دی گئی ہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ریسرچ سیل ربوہ سے مکرم ومحترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب کی زیر نگرانی ان حوالہ جات کی تخریج کا کام ہوتا رہا۔شروع شروع میں تو تمام حوالہ جات کی کاپی کے علاوہ ہر ایک جلد کا ایک رجسٹر بنا کر ارسال کیا جاتا تھا جس میں تفسیر کبیر کا صفحہ نمبر، حوالہ کے مضمون کا خلاصہ، اور آگے اس حوالہ کی تفصیل کہ کس کتاب میں ہے اور کونسی جلد اور کونسا صفحہ ہے۔ بعد میں جب کمپیوٹر کا استعمال شروع ہوا تو ان حوالہ جات کی کاپیاں اور رجسٹرز کی تیاری کے علاوہ جملہ تفاصیل پر مبنی سی ڈی بھی تیار کر کے بھیجی جاتی رہی۔ یہ نہایت محنت، ذمہ داری اور عرقریزی کا کام تھا جسے نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا گیا۔اللہ تعالیٰ محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر کی صحت وعمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کو آپ کے جملہ مساعدین کو اس کی بے انتہا جزا عطا فرمائے، آمین۔

بہت سے لوگوں نے تفسیر کبیر پڑھ کر بیعت کی ہے۔تفسیر کبیر میں عظیم معارف اور علمی نکات کے علاوہ قصص انبیاء کی حقیقت پر مبنی ایسی شرح موجود ہے جو تمام نبیوں کو معصوم قرار دیتی ہے اور ان پر لگے الزامات کا ردّ کرتی ہے۔اس بات نے عربوں کے دل موہ لئے ہیں۔مصر کے نواحمدی مکرم ہانی الزہیری صاحب تفسیر کبیر میں موجود ان قصص کی شرح کو اکٹھا کر کے ایک کتاب بنا رہے ہیں تا کہ اسے علیحدہ شکل میں پیش کر کے ثابت کیا جائے کہ آج انبیاء کرام کی عظمت اور عصمت کو قائم کرنے والی صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی ہے۔

مَرَيَم تَكْسِرُ الصَّلِيْب

(''مریم'' نے صلیب توڑ دی ہے)

سورۃ مریم کی ابتدا کٓھٰیٰعٓصٓ کے مقطّعات سے ہوتی ہے جس کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ مقطعات کے ان حروف سے مراد الٰہی صفات کافی وہادی اور علیم وصادق ہیں جن کو عیسائیت نے نہ سمجھ کر غلط مذہب اختیار کیا اور انہی صفات سے کام لے کر ہم نے عیسائیت کا ردّ کر دیا۔ چنانچہ آپ نے لکھا کہ ان حروف مقطعات میں عیسائی عقائد کا بطلان پوشیدہ ہے۔ان حروف مقطعات کی تفسیر جلد پنجم کے تقریباً 120 صفحات پر محیط ہے۔

2005ء میں اسلام پر عیسائیت کا حملہ عروج پر تھا۔یہ حملہ 2003ء میں قبرص سے شروع ہونے والے ایک عیسائی چینل ''الحیاۃ'' کے ذریعہ کیا گیا جس پر ایک پادری زکریا بطرس نے اسلام اور نبیٔ اسلامؐ اور قرآن مجید کو اعتراضات کا نشانہ بنایا۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حسبِ ہدایت ایم ٹی اے کے ذریعہ تو اس حملہ کا مؤثر ترین جواب دیا گیا لیکن اس سلسلہ میں لٹریچر کی فراہمی کے لئے بھی آپ نے ہدایت فرمائی۔2005ء میں تفسیر کبیر کی جلد نمبر 5 کا ترجمہ ہو رہا تھا جو سورت مریم کی تفسیر سے شروع ہوتی ہے۔ جب تفسیر کبیر جلد پنجم کا عربی ترجمہ تیار ہو گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عیسائیت کے ردّ پر مشتمل اس حصہ کو علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع کرنے کا ارشاد فرمایا تا عیسائیت کے فتنہ کو فرو کرنے کیلئے زیادہ سے زیادہ مواد فراہم کیا جائے۔ چنانچہ اس حصہ کو کتابی شکل میں تیار کیا گیا۔ اب مرحلہ اس کے مناسب عنوان کا تھا جس کے لئے مختلف عرب احباب نے کئی نام تجویز کئے جن میں سے حضور انور نے مکرم تمیم ابودقہ صاحب آف اردن کا تجویز کردہ نام (''مریم'' تکسر الصلیب) منظور فرمایا جس کا مطلب ہے کہ سورۃ مریم نے صلیب توڑ کے رکھ دی ہے۔ یہ نام کتاب کے مضمون کے عین مطابق اور مناسب حال ہے۔

جیسا کہ ذکر ہوا ہے یہ کتاب 2005ء میں شائع ہوئی۔

فائیو والیم کمنٹری کا عربی ترجمہ

مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب (مرحوم) بیان کرتے ہیں کہ 2004ء کی بات ہے کہ ہم ایک دن ڈاکٹر حاتم الشافعی صاحب ابن حلمی الشافعی صاحب مرحوم کے گھر میں جمع تھے کہ تفسیر کبیر کے موضوع پر بات ہوئی کہ یہ قرآنی علوم ومعارف کا خزانہ ہے، لیکن چونکہ یہ تفسیر قرآن کریم کی تمام سورتوں کی نہیں ہے اس لئے سب نے مشورہ دیا کہ حضور انور کی خدمت میں فائیو والیم کمنٹری میں سے ان حصوں کے عربی ترجمہ کی تجویز پیش کی جائے جن کی تفسیر، تفسیر کبیر میں موجود نہیں ہے۔ جب یہ تجویز حضور انور کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ دونوں تفسیروں کو یوں اکٹھا کرنے کی بجائے فائیو والیم کا علیحدہ طور پر ترجمہ کر لیں، اس طرح عربوں کو دو تفسیریں میسر ہو جائیں گی۔

چنانچہ حضور انور نے یہ کام مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کے سپرد فرمایا جنہوں نے فائیو والیم کمنٹری کی پہلی جلد کے ترجمہ کے کام میں مختلف دوستوں سے مدد لی اور خود اس کی نگرانی اور نظر ثانی کا کام سنبھالا۔ پہلی جلد دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلا حصہ اردو زبان میں دیباچہ تفسیر القرآن کے نام سے شائع شدہ ہے جبکہ دوسرے حصہ میں تفسیر سورہ فاتحہ وبقرہ کی تفسیر ہے۔اسی طرح دیباچہ تفسیر القرآن کے بھی دو حصے ہیں پہلے حصہ میں ضرورتِ نزول قرآن، سابقہ کتب میں تحریف وتبدیل، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں سابقہ کتب مقدسہ کی پیشگوئیاں اور کئی اعتراضات کا جواب ہے جبکہ دوسرا حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے عبارت ہے۔کینیڈا میں مقیم ہمارے شامی احمدی مکرم نادر الحصنی صاحب پہلے ہی دیباچہ تفسیر القرآن کے پہلے حصہ کا کسی قدر ترجمہ کر چکے تھے لہذا مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے یہ حصہ ان کے ہی سپرد کر دیا۔ جبکہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم والے حصہ کا ترجمہ مصر کے نو احمدی دوست مکرم فتحی عبدالسلام مبارک صاحب کو دیا۔ اور خود تفسیر سورہ فاتحہ اور بقرہ پر مشتمل اس جلد کے دوسرے حصہ کا ترجمہ شروع کیا۔

ایک سال میں پہلی جلد کے ترجمہ کا کام مکمل ہو گیا تو معلوم ہوا کہ صرف ترجمہ کے مواد کا حجم 1200 سے زائد صفحات پر مشتمل ہے، جبکہ مقدمات و فہرستیں وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔لہذا حضور انور کی

خدمت میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ فائیو والیم کمنٹری کی ہر جلد کا ترجمہ دو جلدوں میں شائع کیا جائے۔ یوں آخر پر اس تفسیر کا ترجمہ بھی تفسیر کبیر کی طرح دس جلدوں میں مکمل ہوگا۔ حضور انور کی منظوری سے طے پایا کہ پہلی جلد میں صرف دیباچہ تفسیر القرآن کے ترجمہ کی اشاعت ہو اور دوسری میں تفسیر سورہ فاتحہ و بقرہ۔ اس طرح بفضلہٖ تعالیٰ 2006ء میں پہلی جلد ''التفسیر الوسیط'' کے نام سے شائع ہوگئی، جبکہ دوسری جلد کے ترجمہ کی نظر ثانی کا کام ہو رہا ہے۔

2005ء میں عرب دنیا میں اسلام پر عیسائیت کا بھرپور حملہ شروع ہوا تو حضور انور کی طرف سے اس کے ردّ میں پروگرام بنانے کا ارشاد ہوا نیز پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر شروع ہوگیا جس میں ہر ماہ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب شرکت کے لئے تشریف لاتے تھے۔ اس مصروفیت کی وجہ سے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب اس ترجمہ کو پوری رفتار کے ساتھ جاری نہ رکھ سکے۔ تاہم وقتاً فوقتاً انہوں نے اپنی وفات تک فائیو والیم میں سے دو جلدوں کا ترجمہ مکمل کر لیا تھا۔ علاوہ ازیں بیچ بیچ میں سے اور آخری پارے کی بعض سورتوں کی تفسیر کا ترجمہ بھی کر لیا تھا۔ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کی وفات کے بعد بقیہ تین جلدوں کے ترجمہ کی سعادت اب ڈاکٹر محمد حاتم الشافعی صاحب آف مصر پا رہے ہیں جن کی انگریزی زبان بھی اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں یہ کام مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ترجمہ کتاب ''حیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم''

عربی زبان میں یوں تو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی جانے والی کتب بے شمار ہیں لیکن جماعت احمدیہ کی طرف سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی جانے والی کوئی کتاب نہ تھی۔ جب فائیو والیم کمنٹری کی پہلی جلد کا ترجمہ شروع ہوا تو اس جلد کے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم والے حصہ کا ترجمہ مصر کے نو احمدی دوست مکرم فتحی عبدالسلام مبارک صاحب کے سپرد ہوا، جو بیان کرتے ہیں کہ:

2004ء میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے مجھے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتاب Life of Muhammad کا عربی میں ترجمہ کرنے کا مشورہ دیا۔ جسے میں نے ایک سال بعد یعنی 2005ء میں مکمل کر لیا اور اسی سال یہ کتاب شائع ہوگئی۔ مجھے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کتب پڑھنے کا شروع سے ہی بہت شوق ہے اور مَیں نے تمام بڑے بڑے مؤلفین کی کتبِ سیرت پڑھی ہیں لیکن یہ کتاب اپنے منفرد اسلوب بیان کی وجہ سے سب پر فوقیت لے گئی۔ مجھے اس کتاب کے ترجمہ کے دوران ایسے محسوس ہوا جیسے مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چہرہ دیکھ لیا اور جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان زندہ موجود ہیں۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے کچھ اس پیرائے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو پیش کیا کہ اس کو پڑھ کر ایک انسان حقیقت میں اس مثال اور اعلیٰ ترین اسوۂ حسنہ کی حامل شخصیت کو پا لیتا ہے جس کی پیروی اور اقتداء کا تصور اس نے اپنے دل و دماغ اور قلب و ذہن میں قائم کیا ہوتا ہے۔

اَلسِّیْرَۃُ الْمُطَھِّرَۃ کی تالیف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے موضوع پر یہ کتاب تالیف کرنے کا شرف مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب مرحوم کو حاصل ہے جنہوں نے جماعت کے انگریزی لٹریچر سے استفادہ کرتے ہوئے عرب احباب کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کی ایک جھلک پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کی تقریب کیسے پیدا ہوئی اور کن مراحل میں اس کی تکمیل ہوئی، ان تمام امور کے بارہ میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے اس کتاب کے مقدمہ میں جو لکھا ہے یا خاکسار نے جو ان سے سنا اس کا خلاصہ یہاں پر درج کیا جاتا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ:

1992ء کی بات ہے کہ ایک طبی معائنہ کے بعد مجھے ڈاکٹر نے بتایا کہ آپ کو بلڈ کینسر جیسی موذی بیماری لاحق ہے۔ یہ بیماری کسی بھی عمر میں ہوسکتی ہے لیکن آپریشن کے ذریعہ جو اس کا علاج بتایا جاتا ہے اس کی کامیابی کا امکان بڑی عمر میں بہت ہی کم یا نہ ہونے کے برابر ہے۔ لہٰذا میرے سامنے سوائے اس کے کوئی راستہ نہ تھا کہ مختلف ادویہ ہی استعمال کرتا رہوں اور خدا تعالیٰ کی قضاء و قدر کا انتظار کروں۔ مَیں نے اس بیماری کو اپنے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پیغام سمجھا۔ مَیں نے سوچا کہ میرے پاس وقت بہت کم ہے اور کسی وقت بھی بلاوا آسکتا ہے۔ جب نامۂ اعمال دیکھا تو وہ گناہوں سے بوجھل تھا اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کا فرمان یاد آیا کہ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ، یعنی نیکیاں بدیوں کا ازالہ کر دیتی ہیں۔ جب کسی نیک کام کرنے کا سوچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث یاد آئی جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ جب ابن آدم فوت ہوتا ہے تو تین کے علاوہ اس کے باقی تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، ایک صدقہ جاریہ جس کا اسے ثواب ملتا رہتا ہے، دوسرا ایسا علم جس سے دیگر لوگ فائدہ اٹھائیں، اور تیسرا صالح اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔ چنانچہ مَیں نے سوچا کہ میرے پاس اتنی مال و دولت تو نہیں ہے کہ مَیں کوئی ایسا صدقہ جاریہ چھوڑ جاؤں جس کا ثواب مجھے پہنچتا رہے۔ جہاں تک نیک اولاد کی بات ہے تو خواہ وہ کتنی ہی دعا کرے بالآخر اس اولاد نے بھی کچھ سالوں کے بعد فوت ہو جانا ہے، لہٰذا کیوں نہ کوئی ایسی کتاب لکھوں یا ترجمہ کر جاؤں جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں۔ چنانچہ مَیں نے بعض انگریزی کتب کے ترجمہ کا کام شروع کیا، لیکن یہ اس قدر محنت طلب تھا اور اس کی رفتار اتنی سست تھی کہ میری ہمت جواب دینے لگی۔ چنانچہ مَیں نے سوچا کہ میرے پاس وقت بہت کم ہے اس لئے مَیں اس سارے وقت کو تبلیغی کاموں میں خرچ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

1994ء کی بات ہے کہ مجھے کینیڈا کے ایک علاقے ''وِنڈسر'' میں بعض عرب غیر احمدیوں کے ایک گروپ میں لیکچر کے لئے بلایا گیا۔ اس لیکچر کے بعد ایک عرب غیر احمدی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی سیرت پر عربی میں کوئی کتاب ہے؟ مَیں نے کہا کہ عربی میں تو کوئی نہیں تاہم انگلش میں بعض کتب موجود ہیں۔ اس نے کہا کہ پھر آپ ان کو عربی میں ترجمہ کیوں نہیں کرتے؟ مَیں نے کہا آپ میری مدد کریں تو ہم مل کر یہ کام کرتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ آپ ان کے ماننے والے ہیں آپ کو خود یہ کام سرانجام دینا چاہئے۔ مَیں نے اس غیر احمدی عرب کی بات کو خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام سمجھتے ہوئے اس کام کی طرف توجہ دی اور تین سال کے عرصہ میں بفضلہٖ تعالیٰ 1997ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر یہ کتاب مکمل کر لی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کی گئی تو حضور انورؒ نے اسے بہت سراہا اور اسے قسط وار رسالہ التقویٰ میں شائع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ یوں اس میں موجود تاریخی اور مختلف نصوص کے ترجمہ کی نظر ثانی سے کئی امور کی اصلاح ہوتی رہی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے ربوہ بھجوانے کا ارشاد فرمایا اور مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ اور مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے اسے پڑھ کر بہت سی تجاویز دیں۔ نیز یہاں عربک ڈیسک میں اس پر بہت زیادہ کام ہوا جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کو شائع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور یہ کتاب 2006ء میں شائع ہوگئی۔

اس کتاب کو عربوں نے بہت پسند کیا۔ ازاں بعد حضور انور نے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کو اس کتاب کے مواد پر مشتمل ٹی وی پروگرام بھی ریکارڈ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ جس پر مکرم ثابت صاحب نے ''تَعَالَوْا نَقْرَأُ مَعًا ھٰذَا الْکِتَاب'' (یعنی آیئے مل کر اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں) کے عنوان سے ایک سیریز ریکارڈ کی جس میں دیگر کئی کتب کے بارہ میں بھی پروگرام مزید ریکارڈ کئے۔

(باقی آئندہ)

ابھی ہیں آگے بڑے مرحلے جو مشکل ہیں
پر امتحان کے اب آخری مراحل ہیں
بچھا دئے تو سرِ راہ دیدہ و دل ہیں
پہ جانتا ہوں ، نہیں یار کے وہ قابل ہیں
ہیں یہ وراثتِ اہلِ وفا ، کہو لبّیک!
ہمارے زخم فقط یہ ہمارے قابل ہیں
تم اِن کو کچھ نہ کہو ، اِن سے ہے متاعِ سخن
یہ میرے درد مری زندگی کا حاصل ہیں
خِرد نے اِن کو ڈبویا ، اِنہیں جنوں دے دے
پڑھے لکھے جو مرے آس پاس جاہل ہیں
لباسِ فقر میں ، تھامے ہوئے عنانِ زماں
یہ کیسے لوگ ترے قافلے میں شامل ہیں
ہر ایک غم سے بچا قلبِ مطمئنہ کو
کہ اُس کے ساتھ دھڑکتے کروڑہا دل ہیں
اُنہیں پلاتا رہے ساقی یوں مئے عرفان
وہ تشنہ اور بھی ہوں جو شریکِ محفل ہیں
ہماری رات تو ناآشنائے تیرگی ہے
کہ مژدے نور کے ان رتجگوں میں شامل ہیں
نویدِ صبح ہے یہ آخری صدائے جَرس
اُنہیں جگا دے جو اب بھی خبر سے غافل ہیں
یہ ایسی موت کہ جس میں چھپی ہوئی ہے حیات
وہ کر گئے مجھے زندہ جو میرے قاتل ہیں
مرا سفینۂ صبر و دعا ہے تیری عطا
مگر بتادے ابھی کتنے دُور ساحل ہیں

(فاروق محمود۔ لندن)

خطبہ جمعہ

سورۃ فاتحہ کے مضامین سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح اس سورۃ کے مضامین کو اپنی تحریرات میں مختلف جگہوں پر کھول کر ہمارے سامنے بیان فرمایا ہے، وہ یقیناً ہم پر یہ ذمہ داری ڈالتا ہے کہ ہم اُس کو سمجھنے کی کوشش کریں اس کا ادراک حاصل کرنے کی کوشش کریں تاکہ ہم اپنی ذات پر اس مضمون کو جاری کر کے اس سے فیضیاب ہوسکیں۔

سورۃ فاتحہ کا تدبر بھی اور مکمل قرآنِ کریم پر تدبر کے رستے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رہنما اصولوں کے پیچھے چلنے سے ہی ہمیں مل سکتے ہیں۔

مکرمہ فتح بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا احمد خان نسیم صاحب مرحوم ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی اور مکرمہ حاکم بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی غلام رسول صاحب معلم اصلاح وارشاد پاکستان کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز -فرمودہ مورخہ 10رفروری 2012ء بمطابق 10 تبلیغ 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

سورۃ فاتحہ ایک ایسی سورۃ ہے جسے ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں۔ احادیث میں جہاں اس کے بہت سے نام اور فضائل بیان ہوئے ہیں وہاں ایک روایت میں اس کا نام سورۃ الصلوٰۃ بھی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے صلوٰۃ یعنی سورۃ فاتحہ کو اپنے اور بندے کے درمیان نصف نصف کر کے تقسیم کر دیا ہے۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب وجوب قراءۃ الفاتحہ فی کل رکعۃ...... حدیث نمبر 878)

یعنی آدھی سورۃ میں صفاتِ الٰہیہ کا ذکر ہے اور آدھی سورۃ میں بندے کے حق میں دعا ہے۔

پس یہ اس کی ایسی اہمیت ہے جسے ہر نماز پڑھنے والے کو ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر بھی غور کرتے ہوئے اُن سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی جائے۔ اور اسی طرح اس پر غور کر کے اس کی دعاؤں سے فیض پانے کے لئے ہر نماز کی ہر رکعت میں اسے بڑے غور سے پڑھنا چاہئے۔ اسی طرح یہ بات بھی ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اس سورۃ کا اس زمانے میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے اس سے بھی بہت نسبت ہے۔ پرانے صحیفوں میں بھی اس حوالے سے اس کا ذکر موجود ہے اور خود سورۃ فاتحہ کا مضمون بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت کے انعامات اور اس کے حصول اور اس زمانے کے شر اور گمراہی سے بچنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس اس لحاظ سے آجکل کے مسلمانوں کے لئے اس کی بڑی اہمیت ہونی چاہئے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان علماء نے قوم کو اس حد تک اپنے قابو میں کر لیا ہے، اس حد تک اُن کی غور کرنے کی صلاحیت کو ختم کر دیا ہے کہ وہ اس بات پر غور کرنے کی طرف توجہ دینے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں۔ اس کی وجہ سے اُن میں سے عموماً عامۃ المسلمین کی اکثریت یہ غور کرنا نہیں چاہتی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایسی تعداد بھی ہے جو سوچتی ہے، غور کرتی ہے اور مسیح و مہدی کی ضرورت کو سمجھتی ہے۔

پس یہ لوگ جو مولوی کے ہاتھ چڑھے ہوئے ہیں انہیں یہ مولوی اور یہ نام نہاد علماء تو شر اور گمراہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ پس جب ہر دردمند دل رکھنے والا انسان اس بات کا اظہار کرتا ہے اور ان میں یہ احساس تو ہے کہ شر، شرک اور گمراہی کا دور دورہ ہے اور یہ ہر جگہ ہمیں پھیلتی نظر آ رہی ہے اور اس کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے کسی خاص بندے کی ضرورت ہے تو پھر تلاش بھی کرنا چاہئے کہ وہ بندہ کہیں آ تو نہیں گیا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وہ خاص بندہ آ چکا ہے، لیکن اکثریت جیسا کہ میں نے کہا علماء کے پیچھے چل کر اُسے ماننے کو تیار نہیں یا خوف کی وجہ سے ماننے کو تیار نہیں۔ پس علماء کو بھی اور عوام الناس کو بھی خدا تعالیٰ سے رہنمائی لینی چاہئے اور اپنی ضد چھوڑ دینی چاہئے۔ بہرحال ہمارا کام پیغام پہنچانا ہے اور وہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ پہنچاتے رہیں گے، اپنا کام کرتے چلے جائیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم احمدیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کی طرف منسوب ہوتے ہیں، ہمیں بھی اپنا علم و عرفان بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ سورۃ فاتحہ کے مضامین سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح اس سورۃ کے مضامین کو مختلف جگہوں پر اپنی تحریرات میں کھول کر ہمارے سامنے بیان فرمایا ہے، وہ یقیناً ہم پر یہ ذمہ داری ڈالتا ہے کہ ہم اُس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس کا ادراک حاصل کرنے کی کوشش کریں تاکہ ہم اپنی ذات پر اس مضمون کو جاری کر کے اس سے فیضیاب ہوسکیں۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں سورۃ فاتحہ کی دوسری آیت یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد جو آیت ہے، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، اس کے حوالے پیش کروں گا۔ آپ نے اس آیت کے اندر سموئے ہوئے مختلف مضامین کو مختلف رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ یہ چند حوالے جو میں نے لئے ہیں، یہ آپؑ کے اس آیت کے بارے میں وہ چند پہلو ہیں جو آپ کے علمی و روحانی خزانے میں موجود ہیں، جن کی نشاندہی آپ نے فرمائی ہے اور اس کے علاوہ بھی صرف اس ایک آیت کے اور بیشمار حوالے بھی ہیں۔ یقیناً ان کو پڑھنے سے، سننے سے علم و عرفان بڑھتا ہے۔ لیکن ایک مرتبہ سننے سے نہ ہی اس کے گہرے مطالب تک انسان پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ پہنچا جا سکے۔ اس کو سمجھنے کے لئے اپنا مطالعہ بھی ضروری ہے تبھی ہم زمانے کے امام کے اِن روحانی خزائن کا صحیح فہم اور ادراک حاصل کر سکیں گے اور اس سے استفادہ کر سکیں گے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کی مختصر وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

''اَلْحَمْدُلِلّٰهِ تمام محامد اس ذات معبود برحق مستجمع جمیع صفات کاملہ کو ثابت ہیں'' (یعنی تمام حمد جو ہے، تعریف ہے، وہ اللہ تعالیٰ پر ہی ثابت ہوتی ہے جس میں تمام صفات جمع ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جس میں یہ صفات کامل طور پر پائی جا سکتی ہیں۔) فرمایا ''جمیع صفات کاملہ کو ثابت ہیں جس کا نام اللہ ہے۔ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ اس ذات کامل کا نام ہے کہ جو معبود برحق اور مستجمع جمیع صفات کاملہ اور تمام رزائل سے منزّہ'' (تمام صفات کا مجموعہ ہے اور تمام قسم کی کمزوریاں، کمیاں، گھٹیا چیزیں اُن سے وہ پاک ہے) ''اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض ہے''۔ (تمام فیض جو ہیں اُسی سے پھوٹتے ہیں) ''کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک قرآن شریف میں اپنے نام اللہ کو تمام دوسرے اسماء و صفات کا موصوف ٹھہرایا ہے'' (یعنی اللہ تعالیٰ کا جو نام ہے اُس میں جو دوسری تمام صفات ہیں، وہ موجود ہیں۔ صرف ایک اللہ کے نام میں اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی دوسری صفات ہیں، وہ پائی جاتی ہیں) ''اور کسی جگہ کسی دوسرے اسم کو یہ رتبہ نہیں دیا۔ پس اللہ کے اسم کو بوجہ موصوفیت تامہ'' (یعنی کامل طور پر اُن صفات کا حامل ہونے کی وجہ سے) ''ان تمام صفتوں پر دلالت ہے جن کا وہ موصوف ہے۔ اور چونکہ وہ جمیع اسماء اور صفات کا موصوف ہے اس لئے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ جمیع صفات کاملہ پر مشتمل ہے''۔ (یعنی اللہ کا جو نام اللہ ہے تو اس لفظ میں جو تمام صفات ہیں یہ مکمل طور پر جمع ہوگئی ہیں)۔ فرمایا کہ ''پس خلاصہ مطلب

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کا یہ نکلا کہ تمام اقسام حمد کے کیا باعتبار ظاہر کے اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے اللہ سے مخصوص ہیں اور اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ اور نیز جس قدر محامد صحیحہ اور کمالات تامہ کو عقل کسی عاقل کی سوچ سکتی ہے‘‘ (یعنی جو کچھ بھی صحیح حمد اور تعریف ہوسکتی ہے، جو کوئی کمالات انتہا تک پہنچ سکتے ہیں، جو کوئی عقل مند انسان سوچ سکتا ہے)’’ یا فکر کسی متفکر کا ذہن میں لاسکتا ہے۔ وہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں۔ اور کوئی ایسی خوبی نہیں کہ عقل اس خوبی کے امکان پر شہادت دے مگر اللہ تعالیٰ بدقسمت انسان کی طرح اس خوبی سے محروم ہو‘‘۔ (یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی خوبی جو انسان سوچ سکتا ہے، یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ انسان کی عقل گواہی دے کہ یہ خوبی ہے اور اللہ تعالیٰ ایک انسان کی طرح اُس سے محروم ہو) فرمایا ’’بلکہ کسی عاقل کی عقل ایسی خوبی پیش ہی نہیں کرسکتی کہ جو خدا میں نہ پائی جائے‘‘۔ (انسان کی سوچ تو محدود ہے، وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتی، اُن صفات کا احاطہ بھی نہیں کرسکتی) فرمایا ’’جہاں تک انسان زیادہ سے زیادہ خوبیاں سوچ سکتا ہے وہ سب اس میں موجود ہیں اور اس کو اپنی ذات اور صفات اور محامد میں من کُلّ الوجوہ کمال حاصل ہے اور رزائل سے بکلی منزّہ ہے‘‘۔ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 436-435 حاشیہ نمبر 11)

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دعا سکھائی ہے۔ اُس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ جو صفات، جو تیرے نام میرے علم میں ہیں، اُن کی بھی خیر چاہتا ہوں اور جو میرے علم میں نہیں اُن کی بھی خیر چاہتا ہوں۔

(الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی) صفحہ 1760 تفسیر سورۃ النحل زیر آیت نمبر 13۔ مطبوعہ دار ابن حزم، بیروت 2004ء)

پس انسان تو اللہ تعالیٰ کی صفات کا، ناموں کا احاطہ کر ہی نہیں سکتا۔

پھر اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کی اس مختصر تشریح کے بعد اَلْحَمْد کے معنے مزید کھول کر بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’واضح ہو کہ حمد اُس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی مستحقِ تعریف کے اچھے فعل پر کی جائے۔ نیز ایسے انعام کنندہ کی مدح کا نام ہے جس نے اپنے ارادہ سے انعام کیا ہو۔ اور اپنی مشیئت کے مطابق احسان کیا ہو‘‘۔ (تعریف اُس کی کی جاتی ہے جو انعام دینے والا ہے۔ جس نے اپنے ارادہ سے اور اپنی مشیئت کے مطابق انعام دیا ہو، مشیئت اور مرضی تو صرف خدا تعالیٰ کی ہی ہوتی ہے جو چلتی ہے، اُس کے مطابق احسان کیا ہو)’’ اور حقیقت حمد کماحقہٗ صرف اسی ذات کے لئے متحقق ہوتی ہے جو تمام فیوض و انوار کا مبدء ہو‘‘ (تمام فیض اُس سے پھوٹ رہے ہوں)’’ اور علی وجہ البصیرت کسی پر احسان کرے، نہ کہ غیر شعوری طور پر یا کسی مجبوری سے‘‘۔ (سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے، علم رکھتے ہوئے پھر احسان کرتا ہے۔ غیر شعوری طور پر نہیں یا کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں کرتا)’’ اور حمد کے یہ معنی صرف خدائے خبیر و بصیر کی ذات میں ہی پائے جاتے ہیں۔ اور وہی محسن ہے اور اوّل و آخر میں سب احسان اسی کی طرف سے ہیں۔ اور سب تعریف اسی کے لئے ہے اِس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی۔ اور ہر حمد جو اس کے غیروں کے متعلق کی جائے اس کا مرجع بھی وہی ہے‘‘۔

(اردو ترجمہ عربی عبارت اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 130-129 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 1 صفحہ 75-74)

(یعنی کوئی بھی تعریف جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی کی جاتی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہی ہے۔ غیر اللہ کی حمد اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوبیوں اور صفات کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ اُن خصوصیات کی وجہ سے کی جاتی ہے یا کسی اچھے کام کی وجہ سے کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہی صفات کا پرتَو بنتے ہوئے اُس نے کی یا اللہ تعالیٰ کے رحیمیّت یا رحمانیت نے اُس میں اپنا اثر ڈالتے ہوئے اُس کو اس قابل بنایا کہ وہ کسی کے کام آئے اور پھر وہ شخص اس قابل ہوا کہ جس کے وہ کام آیا اُس کی تعریف کرسکے۔ گویا کہ ہر کام کی جو بنیاد ہے، جو کوئی بھی شخص دنیا میں کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے کرسکتا ہے۔ اس لئے پھر آخری تعریف جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔)

پھر اس بارے میں آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ:

’’حمد اس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی صاحبِ اقتدار شریف ہستی کے اچھے کاموں پر اس کی تعظیم و تکریم کے ارادہ سے زبان سے کی جائے۔ اور کامل ترین حمد ربِّ جلیل سے مخصوص ہے۔ اور ہر قسم کی حمد کا مرجع خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ ہمارا وہ رب ہے جو گمراہوں کو ہدایت دینے والا اور ذلیل لوگوں کو عزت بخشنے والا ہے۔ اور وہ محمودوں کا محمود ہے۔ (یعنی وہ ہستیاں جو خود قابل حمد ہیں وہ سب اس کی حمد میں لگی ہوئی ہیں)‘‘۔

(اردو ترجمہ عربی عبارت از کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 106 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 1 صفحہ 76)

پس جیسا کہ میں نے کہا، سب کچھ اُس کی طرف ہی لوٹتا ہے۔ آپ نے یہ فرمایا کہ گمراہوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ جب گمراہوں کو ہدایت دیتا ہے تو نتیجۃً ہدایت پانے والا خدا تعالیٰ کی طرف جھکے گا اور اُس کی حمد کرے گا۔ دنیا کی نظر میں جو ذلیل لوگ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت پاتے ہیں۔ جیسا کے انبیاء کا طریق ہے۔ کہتے ہیں تمہارے ماننے والے تو ہمیں بادیٔ النظر میں ذلیل لوگ نظر آتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایک وقت میں ایسے حالات بدلتا ہے کہ وہی فرعون زندگی کی بھیک مانگتا ہے۔ وہی مکّہ کے سردار اپنی جان کی امان مانگتے ہیں۔ اور یہ بات مومنین کو پھر ایک حقیقی حمد کی طرف متوجہ کرتی ہے، اُس کا ادراک دلاتی ہے۔ اسی طرح اس زمانے میں بھی جو آجکل سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے، یہ ذلیل ہیں، یہ حقیر سے لوگ ہیں ہم ان سے یہ کردیں گے، وہ کردیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے ساتھ ساتھ اپنی قدرت تو دکھا رہا ہے لیکن ایک وقت آئے گا جب یہ لوگ ختم ہو جائیں گے۔

خلاصہ اس کا یہ بنا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد میں یہ بھی اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ کامل تعریف کیا گیا ہے اور کامل تعریف کرنے والا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی حمد ہی ہے جو تمام عزتوں کا منبع ہے اور ایک مومن کا کام ہے کہ اس حمد کا ادراک حاصل کرکے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجائے۔

حمد کے لفظ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کو حمد سے کیوں شروع کیا؟ اس میں کیا حکمت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو حمد سے شروع کیا ہے، نہ کہ شکر اور مدح سے۔ کیونکہ لفظ حمد ان دونوں الفاظ کے مفہوم پر پوری طرح حاوی ہے اور وہ ان کا قائمقام ہوتا ہے مگر اس میں اصلاح، آرائش اور زیبائش کا مفہوم ان سے زاید ہے‘‘۔ (خوبصورتی بھی ہے، حسن بھی ہے، اصلاح بھی ہے)۔ ’’چونکہ کفّار بلاوجہ اپنے بتوں کی حمد کیا کرتے تھے اور وہ ان کی مدح کے لئے حمد کے لفظ کو اختیار کرتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ معبود تمام عطایا اور انعامات کے سرچشمہ ہیں اور سخیوں میں سے ہیں۔ اسی طرح اُن کے مُردوں کی ماتم کرنے والیوں کی طرف سے مفاخر شماری کے وقت بلکہ میدانوں میں بھی‘‘ (مطلب کہ بڑے فخر سے اُن کے ذکر کئے جاتے تھے)’’ اور ضیافتوں کے مواقع پر بھی اسی طرح حمد کی جاتی تھی جس طرح اس رازق متولّی اور ضامن اللہ تعالیٰ کی حمد کی جانی چاہئے۔ اس لئے یہ (اَلْحَمْدُلِلّٰہ) ایسے لوگوں اور دوسرے تمام مشرکوں کی تردید ہے۔ اور فراست سے کام لینے والوں کے لئے (اس میں) نصیحت ہے۔ اور ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ بت پرستوں، یہودیوں، عیسائیوں اور دوسرے تمام مشرکوں کو سرزنش کرتا ہے۔ گویا وہ یہ کہتا ہے کہ اے مشرکو! تم اپنے شرکاء کی کیوں حمد کرتے ہو اور اپنے بزرگوں کی تعریف بڑھا چڑھا کر کیوں کرتے ہو؟ کیا وہ تمہارے ربّ ہیں جنہوں نے تمہاری اور تمہاری اولاد کی پرورش کی ہے یا وہ ایسے رحم کرنے والے ہیں جو تم پر ترس کھاتے ہیں اور تمہاری مصیبتوں کو دور کرتے ہیں اور تمہارے دکھوں اور تکلیفوں کی روک تھام کرتے ہیں۔ یا جو بھلائی تمہیں مل چکی ہے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ یا مصائب کی میل کچیل تمہارے وجود سے دھوتے ہیں اور تمہاری بیماری کا علاج کرتے ہیں؟ کیا وہ جزا سزا کے دن کے مالک ہیں؟ نہیں۔ بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خوشیوں کی تکمیل کرنے، ہدایت کے اسباب مہیا کرنے، دعائیں قبول کرنے اور دشمنوں سے نجات دینے کے ذریعہ تم پر رحم فرماتا اور تمہاری پرورش کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو ضرور اجر عطا کرے گا‘‘۔

(اردو ترجمہ عربی عبارت از کرامادت الصادقین روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 107 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 1 صفحہ 77-76)

پھر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ ہمارا خدا کامل خدا ہے اور صفاتِ کاملہ اور تمام قسم کی تعریفوں کا اللہ تعالیٰ ہی مستحق ہے اور وہ اُس میں جمع ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

’’اور اس کے ساتھ ہی اَلْحَمْدُلِلّٰہ میں ایک یہ اشارہ بھی ہے کہ جو معرفت باری تعالیٰ کے معاملہ میں اپنے بد اعمال سے ہلاک ہوا یا اس کے سوا کسی اور کو معبود بنالیا تو سمجھو کہ وہ شخص خدا تعالیٰ کے کمالات کی طرف سے اپنی توجہ پھیر لینے، اس کے عجائبات کا نظارہ نہ کرنے اور جو امور اس کی شایان شان ہیں ان سے باطل پرستوں کی طرح غفلت برتنے کے نتیجہ میں ہلاک ہوگیا‘‘۔ (اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کی، کسی اور کو معبود بنالیا، کسی شخص کو خدا تعالیٰ کے کمالات کا حاصل کرنے والا بنالیا تو وہ ہلاک ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کی جو شان ہے وہ پوری طرح اُس کے سامنے نہیں آئی، مخفی ہوگئی یا دوسرے کو اُس نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر کرلیا تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی کہ ایسا شخص ہلاک ہو جائے گا۔) فرمایا ’’کیا تُو نصاریٰ کو نہیں دیکھتا کہ انہیں توحید کی دعوت دی گئی تو انہیں اسی بیماری نے ہلاک کیا اور ان کے گمراہ کرنے والے نفس اور پھسلا دینے والی خواہشات نے ان کے لئے (یہ گمراہ کن) خیال خوبصورت کرکے دکھا دیا اور انہوں نے ایک (عاجز) بندے کو خدا بنالیا۔ اور گمراہی اور جہالت کی شراب پی لی۔ اللہ تعالیٰ کے کمال اور اس کی صفات ذاتیہ کو بھول گئے اور اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش لیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے شایان شان کمالات پر گہری نظر ڈالتے تو ان کی عقل خطا نہ کرتی اور وہ ہلاک ہونے والوں میں سے نہ ہوجاتے۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ کی معرفت کے بارہ میں غلطی سے بچانے والا قانون یہ ہے کہ اس کے کمالات پر پورا غور کیا جائے اور اس کی ذات کے لائق صفات کی جستجو کی جائے‘‘ (اُس کی صفات کا ادراک حاصل کیا جائے، اُس کو تلاش کیا جائے)’’ اور ان صفات کا ورد کیا جائے‘‘ (بار بار دہرایا جائے)’’ جو ہر مادی عطیہ سے بہتر اور ہر مدد سے مناسب تر ہیں اور اس نے اپنے کاموں سے جو صفات ثابت کی ہیں یعنی اس کی قوت، اس کی طاقت، اس کا غلبہ اور اس کی سخاوت کا تصور کیا جائے۔ پس اس بات کو یاد رکھو اور لاپرواہ مت بنو اور جان لو کہ ربوبیت ساری کی ساری اللہ کے لئے ہے اور رحمانیت ساری کی ساری اللہ کے لئے ہے اور رحیمیت ساری کی ساری اللہ کے لئے ہے اور جزا سزا کے دن کامل حکومت اللہ کے لئے ہے۔ پس اے مخاطب! اپنے پرورش کنندہ کی اطاعت سے انکار نہ کر اور موحد مسلمانوں میں سے بن جا۔ پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ وہ (پہلی صفت کے زوال کے بعد) کسی نئی صفت کو اختیار کرنے اور اپنی شان کے تبدیل ہونے اور کسی عیب کے لاحق ہونے اور نقص کے بعد خوبی کے پانے سے پاک ہے‘‘۔ (یعنی کوئی نقص اُس میں پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے نئی خوبی کا سوال ہی نہیں۔ اُس میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ پہلے کوئی خوبی تھی تو اُس میں بہتری آگئی)’’ بلکہ اس کے لئے اول و آخر اور ظاہر و باطن میں ابدالاباد تک حمد ثابت ہے۔ اور جو اس کے خلاف کہے وہ حق سے برگشتہ ہوکر کافروں میں سے ہوگیا‘‘

(اردو ترجمہ عربی عبارت از کرامادت الصادقین روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 109-108 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 1 صفحہ 79 تا 81)

پس اللہ تعالیٰ تمام نقائص سے پاک ہے۔ جو اُس کی صفات کا صحیح ادراک نہیں کرتا وہ تباہی کے گڑھے میں گرتا ہے۔ تمام پہلی قوموں کی تباہی اسی لئے ہوئی کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی صفات کو نہیں پہچانا اور شرک میں پڑ گئے اور اگر پہچان لیا تو بھول گئے۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ان کا معبود وہ ہے جس کے لئے سب حمد ہے، آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اَلْحَمْدُلِلّٰہ کے لفظ میں مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ جب اُن سے سوال کیا جائے اور اُن سے پوچھا جائے کہ اُن کا معبود کون ہے؟ تو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ یہ جواب دے کہ میرا معبود وہ ہے جس کے لئے سب حمد ہے اور کسی قسم کا کوئی کمال اور قدرت ایسی نہیں مگر وہ اس کے لئے ثابت ہے۔ پس تو بھولنے والوں میں سے نہ بن‘‘۔ (اردو ترجمہ عربی عبارت از کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 100 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 1 صفحہ 82)

تو صرف اَلْحَمْدُلِلّٰہ منہ سے کہہ دینا کافی نہیں، جب بھی اَلْحَمْد کہی جائے تو فوراً خیال اس طرف پھرنا چاہئے کہ میرا ایک معبود ہے۔ ایک خدا ہے جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور عبادت اس لئے کرتا ہوں کہ وہ میرا ربّ ہے۔ میرا اللہ ہے۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اس سورۃ کو اَلْحَمْدُلِلّٰہ سے شروع کیا گیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک حمد اور تعریف اس ذات کے لئے مسلّم ہے جس کا نام اللہ ہے اور اس فقرہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ سے اس لئے شروع کیا گیا کہ اصل مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت روح کے جوش اور طبیعت کی کشش سے ہو اور ایسی کشش جو عشق اور محبت سے بھری ہوئی ہو ہرگز کسی کی نسبت پیدا نہیں ہوسکتی جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ وہ شخص ایسی کامل خوبیوں کا جامع ہے جن کے ملاحظہ سے بے اختیار دل تعریف کرنے لگتا ہے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ کامل تعریف دو قسم کی خوبیوں کے لئے ہوتی ہے۔ ایک کمال حسن اور ایک کمال احسان‘‘ (یعنی کسی میں خوبصورتی ہو تب تعریف کی جاتی ہے یا کسی کا کسی پر احسان ہو تب اُس کی تعریف کی جاتی ہے) ’’اور اگر کسی میں دونوں خوبیاں جمع ہوں تو پھر اس کے لئے دل فدا اور شیدا ہو جاتا ہے۔ اور قرآن شریف کا بڑا مطلب یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دونوں قسم کی خوبیاں حق کے طالبوں پر ظاہر کرے تا اس بے مثل و مانند ذات کی طرف لوگ کھینچے جائیں اور روح کے جوش اور کشش سے اس کی بندگی کریں۔ اس لئے پہلی سورۃ میں ہی یہ نہایت لطیف نقشہ دکھلانا چاہا ہے کہ وہ خدا جس کی طرف قرآن بلاتا ہے وہ کیسی خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے۔ سو اسی غرض سے اس سورۃ کو اَلْحَمْدُلِلّٰہ سے شروع کیا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ سب تعریفیں اس کی ذات کے لئے لائق ہیں جس کا نام اللہ ہے‘‘۔ (ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ نمبر 247)

پس اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ذات ہے جس میں حسن و احسان جمع ہیں۔ اس لئے الحمد للہ سے شروع کیا گیا۔ اس میں بڑی وضاحت سے ایک جگہ آپ نے بیان فرمایا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حسن کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسان کیا ہیں۔ لیکن وہ ایک مضمون علیحدہ ہے یہاں صرف مختصر بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا حسن یہ ہے کہ تمام قسم کی خوبیاں اُس میں پائی جاتی ہیں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ وہ تمام صفاتِ کاملہ کا جامع ہے۔ تمام صفات اُس میں جمع ہیں اور اُس کے احسان کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار بڑے بنیادی اصول اس سورۃ کے مطابق بتائے ہیں جن کا مختصر ذکر کرتا ہوں۔ اُس کا پہلا احسان یہ ہے کہ وہ ربّ ہے۔ یعنی پیدا کر کے پھر اُس کے مطابق اُس کے مطلوبہ مقام تک کی انتہا تک لے جاتا ہے۔ اُس کی پرورش کرتا ہے۔ دوسرا احسان یہ ہے کہ اُس کی صفتِ رحمانیت ہے جو دوسرا احسان ہے، جس کے مطابق اُس نے ہر جاندار کو طاقتیں عطا فرمائی ہیں اور اُس کی ضروریات کے مطابق اُس کی بقا کے سامان مہیا فرمائے ہیں۔ اور انسان کو اس میں سے سب سے زیادہ حصہ دیا ہے۔ تیسرا احسان یہ ہے کہ جو اُس کی صفتِ رحیمیت ہے کہ دعاؤں اور اعمالِ صالحہ کو قبول کرتا ہے اور بلاؤں اور آفات سے محفوظ رکھتا ہے، ان کا بدلہ دیتا ہے۔ چوتھا احسان اُس کا مالکیتِ یوم الدین ہے جس کے تحت وہ اپنے خاص فضل سے نوازتا ہے۔ جس طرح چاہے اور جتنا چاہے عطا فرماتا ہے۔ اعمال کو پھل لگاتا ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کے فضل سے لگتے ہیں۔ (ماخوذ از ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ نمبر 248 تا 251)

تو یہ چار احسان ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں جن کا مختصر ذکر میں نے کیا ہے۔ پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ ربّ العالمین میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گمراہی کے بعد ہدایت کا دور لے کر آتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے قول رَبِّ الْعَالَمِیْنَ میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اسی کی طرف سے ہے اور زمین پر جو بھی ہدایت یافتہ جماعتیں یا گمراہ اور خطا کار گروہ پائے جاتے ہیں وہ سب عالَمین میں شامل ہیں۔ کبھی گمراہی، کفر، فسق اور اعتدال کو ترک کرنے کا ’’عالَم‘‘ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ زمین ظلم و جور سے بھر جاتی ہے اور لوگ خدائے ذوالجلال کے راستوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ نہ وہ عبودیت کی حقیقت کو سمجھتے ہیں اور نہ ربوبیت کا حق ادا کرتے ہیں‘‘۔ (نہ بندگی کا حق ادا کرنے کی حقیقت اُن کے سامنے ہوتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے کا حق ادا کیا جاتا ہے) فرمایا کہ ’’زمانہ ایک تاریک رات کی طرح ہو جاتا ہے اور دین اس مصیبت کے نیچے روندا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک اور ’’عالَم‘‘ لے آتا ہے تب یہ زمین ایک دوسری زمین سے بدل دی جاتی ہے اور ایک نئی تقدیر آسمان سے نازل ہوتی ہے اور لوگوں کو عارف (شناسا) دل اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے ناطق (گویا) زبانیں عطا ہوتی ہیں‘‘۔ (بولنے والی زبانیں عطا کی جاتی ہیں)۔ ’’پس وہ اپنے نفوس کو خدا تعالیٰ کے حضور ایک پامال راستہ کی طرح بنا لیتے ہیں۔ اور خوف اور امید کے ساتھ اس کی طرف آتے ہیں۔ ایسی نگاہ کے ساتھ جو حیا کی وجہ سے نیچی ہوتی ہیں اور ایسے چہروں کے ساتھ جو قبلہ حاجات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور بندگی میں ایسی ہمت کے ساتھ جو بلندی کی چوٹی کو دستک دے رہی ہوتی ہے‘‘۔

(اردو ترجمہ عربی عبارت از اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 132-131 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 1 صفحہ 93-92)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں ذکر کیا ہے کہ ایک اور عالَم لے آتا ہے۔ تب یہ زمین ایک دوسری زمین سے بدل دی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام بھی ہوا تھا۔ کشفی رنگ میں آپ نے دیکھا کہ آپ نے فرمایا کہ ’’میں نے ایک نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا اور پھر میں نے کہا کہ آؤ اب انسان کو پیدا کریں‘‘۔ اس پر اُس زمانے میں مولویوں نے بڑا شور مچایا کہ دیکھو خدائی کا دعویٰ کر دیا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ خدائی کا دعویٰ نہیں ہے۔ مطلب یہ تھا کہ ’’خدا تعالیٰ میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے‘‘۔

(ماخوذ از چشمہ مسیحی روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 376-375 حاشیہ)

یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنے والے ہیں۔ عبودیت کا حق ادا کرنے والے ہیں اور ربوبیت کی پہچان کرنے والے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’ایسی نگاہ کے ساتھ جو حیا کی وجہ سے نیچی ہوتی ہیں اور ایسے چہروں کے ساتھ جو قبلہ حاجات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور بندگی میں ایسی ہمت کے ساتھ جو بلندی کی چوٹی کو دستک دے رہی ہوتی ہے‘‘۔ (انسان کی جو بندگی ہے اُس میں لگ جاتے ہیں۔ اُس کا حق اس طرح ادا کرتے ہیں جو انتہائی درجے کا حق ہے۔) ’’ایسے وقتوں میں اُن لوگوں کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ جب معاملہ گمراہی کی انتہا تک پہنچ جاتا ہے اور حالت کے بدل جانے سے لوگ درندوں اور چوپایوں کی طرح ہو جاتے ہیں تو اُس وقت رحمتِ الٰہی اور عنایتِ ازلی تقاضا کرتی ہے کہ آسمان میں ایسا وجود پیدا کیا جائے جو تاریکی کو دور کرے اور ابلیس نے جو عمارتیں تعمیر کی ہیں اور خیمے لگائے ہیں انہیں منہدم کر دے۔ تب خدائے رحمان کی طرف سے ایک امام نازل ہوتا ہے تاکہ وہ شیطانی لشکروں کا مقابلہ کرے‘‘۔ (جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا۔ آپؑ نے کشف میں دیکھا تھا) فرمایا ’’اور یہ دونوں (رحمانی اور شیطانی) لشکر برسرِ پیکار رہتے ہیں‘‘۔ (ایک رحمانی لشکر ہوتا ہے، ایک شیطانی لشکر ہوتا ہے، آپس میں اُن کی جنگ جاری ہو جاتی ہے) ’’اور ان کو وہی دیکھتا ہے جس کو دو آنکھیں عطا کی گئی ہوں‘‘۔ (یعنی کہ نظر سے دیکھنے والا، بصیرت کی نظر رکھنے والا دیکھ سکتا ہے، خدا تعالیٰ کی صحیح بندگی ادا کرنے والا دیکھ سکتا ہے۔ اُس کی ربوبیت کو پہچاننے والا دیکھ سکتا ہے) ’’یہاں تک کہ باطل کی گردنوں میں طوق پڑ جاتے ہیں اور امورِ باطلہ کی سراب نما دلیلیں معدوم ہو جاتی ہیں۔ پس وہ امام دشمنوں پر ہمیشہ غالب اور ہدایت یافتہ گروہ کا مددگار رہتا ہے۔ ہدایت کے علَم بلند کرتا ہے اور پرہیزگاری کے اوقات و اجتماعات کو زندہ کرنے والا ہوتا ہے‘‘۔ (پرہیزگاری، نیکی، تقویٰ کی باتیں، زیادہ وقت اس پر صرف ہوتے ہیں۔ ایسے اکٹھ ہوتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر ہو رہے ہوں۔ عبادت کی باتیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہوتا ہے۔) ’’یہاں تک کہ لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ اس نے کفر کے سرغنوں کو قید کر دیا ہے۔ اور ان کی مشکیں کس دی ہیں اور اس نے جھوٹ اور فریب کے درندوں کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں اور اس نے بدعات کی عمارتوں کو گرا دیا ہے اور ان کے گنبدوں کو توڑ پھوڑ دیا ہے اور اُس نے ایمان کے کلمہ کو اکٹھا کر دیا ہے اور اُس کے اسباب کو منظّم کر دیا ہے۔ اُس نے آسمانی سلطنت کو مضبوط کیا ہے اور تمام رخنوں کو بند کر دیا ہے‘‘۔

(اردو ترجمہ عربی عبارت از اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 132 تا 134 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 1 صفحہ 94-93)

پس آج جو نئی زمین اور نیا آسمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے پیدا ہوا، جس سے ہم بھی فائدہ اُٹھا رہے ہیں، ہمیں خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ تمام بدعات سے اپنے آپ کو بچانا ہے اور ایمانوں کو مضبوط کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اُس کی ربوبیت کی صحیح پہچان کرنی ہے۔ تبھی ہم اس نئی زمین اور نئے آسمان سے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ جب بندہ اپنے رب کو حقیقی رنگ میں پہچان لیتا ہے، اُس کی عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے لگتا ہے تو پھر وہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کا وہ ادراک پاتا ہے جو اُسے دوسروں سے ممتاز کر دیتا ہے۔ اس کی تفصیل میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ پاک ذات نے اپنے قول رَبِّ الْعَالَمِیْنَ میں یہ اشارہ فرمایا ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور آسمانوں اور زمینوں میں اُسی کی حمد ہوتی ہے اور پھر حمد کرنے والے ہمیشہ اُس کی حمد میں لگے رہتے ہیں اور اپنی یادِ خدا میں محو رہتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں مگر ہر وقت اُس کی تسبیح و تحمید کرتی رہتی ہے۔ اور جب اُس کا کوئی بندہ اپنی خواہشات کا چولہ اُتار پھینکتا ہے، اپنے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کی راہوں اور اُس کی عبادات میں فنا ہو جاتا ہے۔ اپنے اس رب کو پہچان لیتا ہے جس نے اپنی عنایات سے اُس کی پرورش کی، وہ اپنے تمام اوقات میں اُس کی حمد کرتا ہے اور اپنے پورے دل بلکہ اپنے (وجود کے) تمام ذرات سے اُس سے محبت کرتا ہے تو اُس وقت وہ شخص عالَمین میں سے ایک عالَم بن جاتا ہے‘‘۔

(اردو ترجمہ عربی عبارت از اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 138-137 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 1 صفحہ 96)

پھر آپ نے اس کی مثالیں دی ہیں اور فرمایا کہ عالَمین سے ایک عالم وہ ہے جس میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور پھر آپ نے اپنے زمانے کی مثال بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے طالبوں پر رحم کر کے ایک اور گروہ پیدا کیا ہے جو مسیح موعود اور مہدی معہود کا گروہ ہے۔ پس جب ہم رب العالمین کے اس بھیجے ہوئے کے ساتھ منسلک ہو گئے ہیں تو ہمیں اس عالَم کا حصہ بننے کے لئے اپنی ترجیحات خالصۃً لِلّٰہ کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے تاکہ ہم ربّ العالَمین کے انعامات سے فیض پانے والے بن سکیں۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ عالَمین میں کیا کچھ شامل ہے؟ عالَمین کی تعریف کیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’عالَمین سے مراد مخلوق کو پیدا کرنے والے خدا کے سوا ہر ہستی ہے خواہ وہ عالَمِ اَرواح سے ہو یا عالَمِ اجسام

سے'' (روحیں ہیں یا جسم ہے، جو بھی ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز جو ہے وہ عالَمین میں شامل ہے)'' اور خواہ وہ زمینی مخلوق سے ہو یا سورج چاند اور اُن کے علاوہ دیگر اجرام کی مانند (کوئی چیز) ہو۔ پس تمام عالَم جنابِ باری کی ربوبیت کے تحت داخل ہیں''۔

(اردو ترجمہ عربی عبارت از اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد18 صفحہ 139 تا140 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد1 صفحہ 97)

پس جب سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے تحت ہے اور ہم جانتے بھی ہیں کہ خدا تعالیٰ ہی ہے جو سب عالموں کا پرورش کرنے والا ہے لیکن پھر بھی ایسے مواقع آ جاتے ہیں جب بعض اوقات بندہ بندوں کو اپنا ربّ اور رازق سمجھنے لگ جاتا ہے۔ معاشرے کے دباؤ میں آ کر دنیاداری غالب آ جاتی ہے، ایسے حالات میں ایک مومن کو فوراً اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور کوشش کرنی چاہئے اور جائزہ لیتے ہوئے توبہ اور استغفار سے کام لیتے ہوئے ربّ العالمین کی طرف لوٹنا چاہئے تاکہ جس نئی زمین میں ہم آباد ہوئے ہیں اور جس نئے آسمان کی چھت ہمارے اوپر ہے اُس سے ہم فیض پا سکیں۔

پھر رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی وضاحت میں اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ ظاہری ضرورتوں کے ساتھ روحانی ضرورتیں بھی اللہ تعالیٰ پوری فرماتا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ:

''خدا تمام دنیا کا خدا ہے اور جس طرح اُس نے ظاہر جسمانی ضروریات اور تربیت کے واسطے مواد اور سامان تمام قسم کی مخلوق کے واسطے بلا کسی امتیاز کے مشترکہ طور سے پیدا کئے ہیں اور ہمارے اصول کے رو سے وہ ربّ العالمین ہے اور اُس نے اناج، ہوا، پانی، روشنی وغیرہ سامان تمام مخلوق کے واسطے بنائے ہیں اسی طرح سے وہ ہر ایک زمانہ میں ہر ایک قوم کی اصلاح کے واسطے وقتاً فوقتاً مصلح بھیجتا رہا ہے، جیسا کہ قرآنِ شریف میں ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (الفاطر:25)۔'' (ملفوظات جلد5 صفحہ 619۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس جو بھیجتا رہا ہے تو اس زمانے میں بھی اس نے بھیجا۔

پھر ربّ العالمین کے اس پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا فیض کسی خاص قوم سے خاص نہیں ہے آپ فرماتے ہیں کہ:

''خدا نے قرآنِ شریف کو پہلے اسی آیت سے شروع کیا ہے جو سورۃ فاتحہ میں ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ یعنی تمام کامل اور پاک صفات خدا سے خاص ہیں جو تمام عالموں کا ربّ ہے۔ عالَم کے لفظ میں تمام مختلف قومیں اور مختلف زمانے اور مختلف ملک داخل ہیں۔ اور اس آیت سے جو قرآنِ شریف شروع کیا گیا یہ درحقیقت اُن قوموں کا ردّ ہے جو خدا تعالیٰ کی عام ربوبیت اور فیض کو اپنی ہی قوم تک محدود رکھتے ہیں اور دوسری قوموں کو ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کے بندے ہی نہیں اور گویا خدا نے اُن کو پیدا کر کے پھر ردّی کی طرح پھینک دیا ہے۔ یا اُن کو بھول گیا ہے اور یا (نعوذ باللہ) وہ اُس کے پیدا کردہ ہی نہیں''۔

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد نمبر23 صفحہ نمبر 440)

پس جس طرح ربّ العالمین انسان کی پرورش کا مادی سامان مہیا فرماتا ہے، اسی طرح روحانی سامان بھی مہیا فرماتا ہے۔ یہ اُس کی ربوبیت ہے۔ جو اس سے انکار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت سے انکار کرتا ہے۔ پس وہ لوگ جو اس زمانے میں سورۃ فاتحہ بھی پڑھتے ہیں اور پھر مسیح موعود کا انکار کر رہے ہیں، اُنہیں بھی سوچنا چاہئے اور ہمیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بیعت کرنے کے بعد جیسا کہ میں نے کہا یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اپنی روحانیت اور تقویٰ میں ترقی کرنے والے ہوں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''لفظ حمد میں ایک اور اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے (میرے) بندو! میری صفات سے مجھے شناخت کرو اور میرے کمالات سے مجھے پہچانو۔ میں ناقص ہستیوں کی مانند نہیں بلکہ میری حمد (کا مقام) انتہائی مبالغہ سے حمد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے۔ اور تم آسمانوں اور زمینوں میں کوئی قابلِ تعریف صفات نہیں پاؤ گے جو تمہیں میری ذات میں نہ مل سکیں۔ اور اگر تم میری قابلِ حمد صفات کو شمار کرنا چاہو تو تم ہرگز انہیں نہیں گن سکو گے۔ اگرچہ تم کتنا ہی جان توڑ کر سوچو اور اپنے کام میں مستغرق ہونے والوں کی طرح ان صفات کے بارہ میں کتنی ہی تکلیف اٹھاؤ۔ خوب سوچو کیا تمہیں کوئی ایسی حمد نظر آتی ہے جو میری ذات میں نہ پائی جاتی ہو۔ کیا تمہیں ایسے کمال کا سراغ ملتا ہے جو مجھ سے اور میری بارگاہ سے بعید ہو اور اگر تم ایسا گمان کرتے ہو تو تم نے مجھے پہچانا ہی نہیں اور تم اندھوں میں سے ہو۔ بلکہ یقیناً میں (اللہ تعالیٰ) اپنی ستودہ صفات اور اپنے کمالات سے پہچانا جاتا ہوں'' (یعنی وہ صفات جن کی تعریف کی جاتی ہے اور اپنے جو کمالات ہیں اُن سے پہچانا جاتا ہوں) ''اور میری موسلا دھار بارش کا پتہ میری برکات کے بادلوں سے ہوتا ہے۔ پس جن لوگوں نے مجھے تمام صفات کاملہ اور تمام کمالات کا جامع یقین کیا اور انہوں نے جہاں جو کمال بھی دیکھا اور اپنے خیال کی انتہائی پرواز تک انہیں جو جلال بھی نظر آیا انہوں نے اسے میری طرف ہی نسبت دی۔ اور ہر عظمت جو ان کی عقلوں اور نظروں میں نمایاں ہوئی اور ہر قدرت جو اُن کے افکار کے آئینہ میں انہیں دکھائی دی'' (ان کی فکروں کی سوچ جہاں تک تھی، اُس میں دکھائی دی) ''انہوں نے اسے میری طرف ہی منسوب کیا۔ پس یہ ایسے لوگ ہیں جو میری معرفت کی راہوں پر گامزن ہیں۔ حق ان کے ساتھ ہے اور وہ کامیاب ہونے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ تمہیں عافیت سے رکھے۔ اٹھو خدائے ذوالجلال کی صفات کی تلاش میں لگ جاؤ اور دانشمندوں اور غور و فکر کرنے والوں کی طرح ان میں سوچ و بچار اور اِمعانِ نظر سے کام لو''۔ (یعنی گہری نظر اور سوچ سے کام لو) ''اچھی طرح دیکھ بھال کرو اور کمال کے ہر پہلو پر گہری نظر ڈالو۔ اور اس عالم کے ظاہر میں اور اس کے باطن میں اُسے اس طرح تلاش کرو جیسے ایک حریص انسان بڑی رغبت سے اپنی خواہشات کی تلاش میں لگا رہتا ہے۔ پس جب تم اس کے کمال تام کو پہنچ جاؤ اور اس کی خوشبو پا لو تو گویا تم نے اسی کو پا لیا اور یہ ایسا راز ہے جو صرف ہدایت کے طالبوں پر ہی کھلتا ہے۔ پس یہ تمہارا ربّ اور تمہارا آقا ہے جو خود کامل ہے اور تمام صفات کاملہ اور محامد کا جامع ہے۔ اس کو وہی شخص پہچان سکتا ہے جو سورۃ فاتحہ میں تدبر کرے اور دردمند دل کے ساتھ خدا تعالیٰ سے مدد مانگے۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے عہد باندھتے وقت اپنی نیت کو خالص کر لیتے ہیں اور اس سے عہد بیعت باندھتے ہیں اور اپنے نفوس کو ہر قسم کے بغض اور کینہ سے پاک کرتے ہیں ان پر اس سورۃ کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ فوراً صاحبِ بصیرت بن جاتے ہیں''۔ (اردو ترجمہ عربی عبارت از کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد نمبر صفحہ 7 نمبر 107 تا108 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد1 صفحہ 77 تا79)

پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر یہ وہ مقام ہے جس کی ہمیں ہمیشہ تلاش کرنی چاہئے اور اُس تک پہنچنا چاہئے۔ سورۃ فاتحہ کا تدبر بھی اور مکمل قرآنِ کریم پر تدبر کے رستے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رہنما اصولوں کے پیچھے چلنے سے ہی ہمیں مل سکتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم آپ کی خواہش اور ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات کا ادراک حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو اُس کے احکامات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنے والے بن سکیں۔

آج میں نمازوں کے بعد دو جنازے بھی پڑھاؤں گا جو غائب جنازے ہیں۔ پہلا جنازہ مکرمہ فتح بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا احمد خان نسیم صاحب مرحوم کا ہے۔ جو ربوہ میں ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی تھے۔ عرصہ ہوا مکرم احمد خان نسیم صاحب تو فوت ہو گئے، یہ اُن کی اہلیہ ہیں۔ ان کی 4؍فروری کو وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ بڑی نیک، دعاگو، نمازوں کی پابند اور تہجد گزار، تقویٰ شعار اور وفا شعار خاتون تھیں۔ قرآنِ کریم کی تلاوت بڑی باقاعدگی سے کرنے والی تھیں۔ ان کے میاں مولانا احمد خان نسیم صاحب، جیسا کہ میں نے بتایا، ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی تھے۔ اُس میں عموماً دیہاتی جماعتیں یا بعض ایسے ضلعے شامل تھے جن میں زیادہ دیہاتی جماعتیں تھیں اور ضلع جھنگ اور سرگودھا کا ضلع ربوہ کے قریب ہونے کی وجہ سے وہاں کے احمدی اکثر ربوہ آ جایا کرتے تھے اور حضرت مولوی احمد خان نسیم صاحب کا گھر اُن کو اپنا گھر ہی لگتا تھا۔ اُن کے بیٹے نے لکھا ہے کہ بعض دفعہ مختلف جگہوں سے پچاس پچاس مرد وزن کا قافلہ سفر کر کے پہنچ جاتا تھا، اور بڑی خندہ پیشانی سے یہ اُن کی مہمان نوازی کیا کرتی تھیں۔ یہ لوگ بغیر اطلاع کے فوراً آتے۔ ہمارے معاشرے میں پتہ ہی ہے دیہاتی لوگ خاص طور پر اس طرح ہی کرتے ہیں، تو فوراً اُن کے لئے گرم گرم کھانا تیار کیا جاتا تھا۔ کبھی ان کے چہرے پر شکن نہیں آئی کہ یہ لوگ کس طرح آ گئے اور پھر یہ کہ ان لوگوں سے جو ایک تعلق قائم ہو گیا تھا تو انہوں نے اس تعلق کو مولوی صاحب کی وفات کے بعد بھی جاری رکھا اور لوگ اُسی طرح ان کے گھر آتے رہے۔ غرباء کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ کبھی اپنے بچوں سے کچھ نہیں لیا لیکن اُن کو یہ تلقین ضرور کیا کرتی تھیں کہ غریبوں کو دو۔ اپنی جو رقم پاس ہوتی، غریبوں، فقیروں اور یتیموں کو تقسیم کر دیا کرتی تھیں۔ کہتے ہیں ان کے گھر میں غریبوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ دکھ سکھ بانٹنے والی بھی ان کے پاس آ جایا کرتی تھیں اور سب سے بڑی خوبی یہ کہ خلافت سے انتہائی وفا کا تعلق تھا۔ ہمیشہ بچوں کو بھی اس کی تلقین کی۔ ان کے دلوں میں محبت پیدا کروائی اور اس کے لئے کوشش کرتی رہتی تھیں۔ موصیہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ ان کے پیچھے تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار ہیں جن میں سے ایک بیٹے ان کے پاس تھے۔ ان کے دو بیٹے مکرم ناصر پروازی صاحب اور نسیم مہدی صاحب باہر ہیں جو امریکہ میں ہمارے مبلغ ہیں۔ پروازی صاحب بھی جنازے پر نہیں جا سکے اور نسیم مہدی صاحب بھی بعض وجہ سے نہیں جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ دے۔ نسیم مہدی صاحب ہمارے مبلغ سلسلہ ہیں اور یقیناً اُن کے لئے اُن کی والدہ کی دعائیں میدان میں بڑی کام آتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ آئندہ بھی یہ دعاؤں کے حامل بنتے رہیں۔

دوسرا جنازہ مکرمہ حاکم بی بی صاحبہ کا ہے جو مکرم مولوی غلام رسول صاحب معلّم اصلاح وارشاد پاکستان کی اہلیہ تھیں۔ 9؍فروری کو تقریباً سو سال کی عمر میں اُن کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یہ بھی بڑی نیک خاتون تھیں۔ دعاگو اور متوکل، انتہائی مالی تنگی کے حالات میں بھی بڑی وفا کے ساتھ اپنے خاوند کے ساتھ رہی ہیں۔ بڑی خوددار تھیں، کبھی کسی مالی تنگی کی حالت میں بھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلائے۔ خوش لباس تھیں۔ کوشش کرتی تھیں کہ کم میں زیادہ سے زیادہ اچھا گزارہ کریں۔ اٹھائیس سال تک رسول نگر میں رہی ہیں جو وہاں کی جماعتوں کا سینٹر تھا اور مرکزی مہمان بھی وہاں جایا کرتے تھے، دوسرے مہمان بھی آتے تھے۔ ان کا گھر مہمان خانے کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ بڑی خوش دلی سے اُن کی مہمان نوازی کیا کرتی تھیں۔ 1974ء کے ہنگامے میں بچے اور عورتیں گھر میں تھے، کوئی مرد نہیں تھا تو یہ ساری ساری رات اپنی گھر کی شاہ نشین پر بیٹھ کر گھر میں جو ہتھیار موجود تھا اُس کے ساتھ پہرہ دیتی تھیں اور پھر جماعت کی غیرت، دین کی غیرت کا جذبہ بھی ان میں بڑا تھا۔ اسی فسادوں میں لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان کے گھر کے باہر جو احمدیہ لائبریری لکھا ہوا ہے اس بینر کو، بورڈ کو اتار دیں جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات بھی تحریر تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ اسی طرح لگا رہے گا۔ ہم کسی سے ڈر کر اپنے ہاتھوں سے اُسے نہیں اُتاریں گے۔ اسی طرح لجنہ کی صدر اور سیکرٹری لجنہ کے طور پر انہوں نے 1947ء سے 75ء تک توفیق پائی۔ غیر احمدی بچوں اور احمدی بچوں کو قرآنِ کریم پڑھایا کرتی تھیں۔ نظامِ جماعت، نظامِ خلافت سے وابستہ رہنے کی خاص طور پر بہت تلقین کرتی تھیں۔ ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹے ان کے ہمارے واقفِ زندگی مبارک احمد ظفر صاحب ہیں جو یہاں لندن میں ایڈیشنل وکیل المال ہیں اور دوسرے مبشر احمد ظفر صاحب بھی واقفِ زندگی ہیں انہوں نے سروس کے بعد وقف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ دے اور مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ ابھی جیسا کہ میں نے کہا نمازوں کے بعد ان کا جنازہ ادا کیا جائے گا۔

سوائے چند شرعی عذرات کے جن میں عورتوں کو نماز نہ پڑھنے کی اجازت ہے ہمیشہ نماز کی پابندی کرنی چاہئے۔

اپنی حالتیں ایسی بناؤ اور اپنے بچوں کی تربیت ایسی کرو کہ وہ اللہ کے دین پر قائم ہو جائیں اور اللہ کی طرف جھکنے والے ہوں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں۔

جو قربانیاں ہمارے بڑوں نے کیں اور جن عبادتوں کے معیار ہمارے بڑوں نے قائم کئے ان کو آپ نے ہمیشہ جاری رکھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جب وقفِ نَو کی تحریک ہوئی تو دنیا میں احمدی خواتین نے اپنی اولادوں کو وقفِ نَو کے لئے پیش کیا اور اب تک کرتی چلی جا رہی ہیں لیکن یہ وقف میں پیش کرنے کے بعد ان کی ذمہ داری ختم نہیں ہوگئی بلکہ یہاں ان کی تربیت کا ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے۔

واقفینِ نَو کو جو آپ جماعت کو تحفہ کے طور پر پیش کر رہی ہیں ان کی خاص طور پر ایسی تربیت کریں کہ ان کو خدا تعالیٰ سے ایک خاص لگاؤ ہو اور دین کی طرف رغبت ہو اور دنیا کی طرف سے بے رغبتی ہو۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ اماء اللہ کیرالہ (بھارت) کے اجلاس سے روح پرور خطاب فرمودہ 26/نومبر 2008ء

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ لجنہ اماء اللہ کالیکٹ یا ہندوستان کے اس علاقہ کی جو جنوبی علاقہ ہے اس کی لجنہ سے براہ راست کچھ باتیں کروں۔

آپ جو لجنہ اماء اللہ کہلاتی ہیں۔ بہت ساری ممبرات جو ہیں انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا، اس پر غور نہیں کیا ہوگا کہ لجنہ اماء اللہ جو آپ کا نام رکھا گیا ہے یہ بڑا سوچ بچار کر، بڑا اہم نام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی باندیاں، اللہ تعالیٰ کی خدمت گزار، اللہ کے دین کا کام کرنے والیاں۔ پس آپ وہ باندی اور لونڈی ہیں جو زبردستی لونڈی نہیں بنائی گئی جس طرح غلام بنائے جاتے ہیں۔ بلکہ آپ نے اس زمانہ کے امام کی بیعت کر کے اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلنے والی بنیں گی۔ اور اس کے احکامات پر عمل کرنے والی بنیں گی اور اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گی۔ یہ آپ اپنے عہد میں دوہراتی ہیں کہ ہم اپنی خوشی سے دین کی خاطر، جماعت کی خاطر ہر قربانی کے لئے مال، وقت اور جان کی قربانی کے لئے تیار رہیں گی۔

اسی طرح ناصرات الاحمدیہ ہیں۔ ناصرات الاحمدیہ کا مطلب یہ ہے کہ احمدیت کی خدمت کرنے والیاں، مدد کرنے والیاں، اس کے دین کے کاموں کو آگے بڑھانے والیاں، اللہ تعالیٰ کے دین کو دنیا میں پھیلانے والیاں۔ پس آپ لوگ جو ناصرات ہیں خاص طور پر جو بڑے معیار کی ناصرات ہیں، 12 سے 15 سال تک کی یہ عقلمند ہوتی ہیں، شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ آپ کو اپنے آپ کو خاص طور پر اس چیز کے لئے تیار کرنا ہے کہ آپ کا ہر کام، آپ کا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا ہو اور جماعت احمدیہ کے لئے باعث فخر ہو اور آپ ہمیشہ خدمت گاروں میں اور مددگاروں میں شمار کی جانے والی ہوں۔

پس چاہے آپ لجنہ اماء اللہ کی ممبرات ہیں، چاہے ناصرات الاحمدیہ کی ممبرات ہیں دونوں پر بہت اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کو آپ نے نبھانا ہے۔ پس اس بات کو آپ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے خاص موقع پر عورتوں کی بیعت کا حکم دیا۔ ایک دو شرائط کا مَیں ذکر کر دیتا ہوں۔ فرمایا: اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا (الممتحنہ:13) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔ پھر فرمایا: وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ (الممتحنہ:13) کہ معروف باتوں میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی۔ پس یہ باتیں بہت اہم باتیں ہیں۔ اگر آپ ان چیزوں کو، ان باتوں کو پلّے باندھ لیں گی تو یقیناً آپ حقیقی لجنہ اماء اللہ اور حقیقی ناصرات کہلانے والی ہوں گی۔

اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شرائط بیعت پر غور کریں تو یہ باتیں وہاں بھی آپ کو نظر آئیں گی۔ انہی شرائط پر آپ نے احمدیت قبول کی ہوئی ہے۔ اس لئے بہت غور کا مقام ہے۔

جب آپ شرک نہ کرنے کا عہد کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کو نہ لانے کا عہد کرتی ہیں تو اس وقت یہ آپ کو خیال آئے گا کہ اس کے مقابلے پر اس کو کسی طرح مَیں حاصل کر سکتی ہوں۔ اور وہ تبھی حاصل ہو سکتا ہے جب آپ اپنی نمازوں اور عبادتوں کی طرف توجہ دینے والی ہوں گی اور نمازوں کے مقابلے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مقابلے پر کسی چیز کو بھی اس سے مقدم نہیں ٹھہرائیں گی۔

نماز کا حکم ایک بنیادی حکم ہے جو ہر مسلمان پر ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دس سال کے بچے ہو جائیں تو ان پر سختی کرو کہ وہ نماز پڑھیں۔ اور لڑکوں کو باجماعت نماز پڑھنے کی عادت ڈالو۔ اور اسی طرح عورتوں اور بچیوں کو نماز پڑھنے کی عادت ڈالو۔ سوائے چند شرعی عذرات کے جن میں عورتوں کو نماز نہ پڑھنے کی اجازت ہے ہمیشہ نماز کی پابندی کرنی چاہئے۔ اگر آپ اس بات کی پابندی کرنے والی ہوں گی، اپنی عبادتوں کی اور اپنی نمازوں کی صحیح طرح حفاظت کرنے والی ہوں گی تو یہی چیز ہے جو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتے ہوئے آپ کی اولاد کی بھی صحیح تربیت ہوگی۔ یہاں جو فرمایا وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ (الممتحنہ:13) اب ایسے کوئی ماں تو اپنے بچے کو قتل نہیں کرتی۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اپنی حالتیں ایسی بناؤ اور اپنے بچوں کی تربیت ایسی کرو کہ وہ اللہ کے دین پر قائم ہو جائیں اور اللہ کی طرف جھکنے والے ہوں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں اور نیک اعمال بجا لانے والے ہوں تا کہ ہمیشہ وہ اس دنیا میں بھی آپ کی نیک نامی کا باعث ہوں، اللہ تعالیٰ سے جزا پانے والے ہوں اور آخرت میں بھی آپ بھی، آپ کی اولادیں بھی اور آپ کی نسلیں بھی اللہ تعالیٰ سے جزا پانے والی ہوں۔

اسی طرح آپ نے ایک عہد کیا، لجنہ کے عہد میں بھی آپ دوہراتی ہیں کہ معروف باتوں میں کبھی نافرمانی نہیں کریں گی۔ یہی عہد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی شرائط بیعت میں آپ سے لیا۔ تو معروف باتیں کیا ہیں؟ معروف باتیں وہ نیکی کی باتیں ہیں جو آپ کو وقتاً فوقتاً خلیفۂ وقت کی طرف سے کہی جاتی ہیں، تحریک کی جاتی ہیں۔ اور حالات کو دیکھ کر مختلف قسم کی نیکیاں جو قرآن کریم میں درج ہیں ان کے بارہ میں زیادہ تحریک کی جاتی ہے۔ تو اس لحاظ سے یہ بھی آپ کا ایک عہد ہے۔ اور ایک عہد نبھانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارے عہدوں کے بارہ میں تم سے پوچھا جائے گا۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ نے معروف فیصلے پر عمل درآمد کرنے کا جو عہد کیا ہے اس کو نبھانا بھی ہے۔

پس معروف فیصلہ جیسا کہ مَیں نے کہا نیک باتوں پر عمل کرنا ہے۔ اور معروف یہی نیکیاں ہیں جس کو معروف کہتے ہیں اور اس پر عمل کرنا آپ کا فرض ہے۔ وقتاً فوقتاً اس کی تحریک ہوتی رہتی ہے اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ جب بھی کسی بات کی تحریک ہوئی اور توجہ دلائی گئی، چاہے عبادتوں کی طرف توجہ دلانا ہے اور نیکی کے دوسرے کاموں کی طرف توجہ دلانا ہے جماعت احمدیہ میں دنیا میں ہر جگہ بلا امتیاز بلا تخصیص لجنہ اماء اللہ نے ہمیشہ لبیک کہا ہے۔ اگر آپ اسلام کی تاریخ پر نظر ڈالیں اور ہمیں صحابیات میں سے ایسی عورتیں نظر آتی ہیں جو عبادت کرنے میں مردوں سے بھی آگے نکل گئی تھیں۔ جماعت احمدیہ کی ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمیں ایسی خواتین بھی نظر آتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے عبادتوں میں اعلیٰ معیار قائم کرنے والی تھیں۔ اسی طرح دوسرے کام ہیں مثلاً اسلامی جنگوں کے ابتدائی دَور میں مسلمان صحابیات نے، خواتین نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ جنگی میدان میں نرسنگ کا کام کرتی رہیں۔ فوجیوں کی مریضوں کی دیکھ بھال کرتی رہیں۔ اسی طرح یہ بھی ہوا کہ اگر کبھی مسلمان لشکر خوفزدہ ہو کر دشمن سے پیچھے دوڑا تو مسلمان عورتوں نے ان کو غیرت دلائی اور آپ آگے کھڑی ہو گئیں اور اس کی وجہ سے پھر مسلمان لشکر نے جا کے دوبارہ جو اہم کام تھا دفاع کا وہ انجام دیا اور فتح حاصل کی۔ پس یہ باتیں تاریخ میں اس لئے محفوظ کی گئی ہیں تا کہ آئندہ آنے والی عورتیں بھی اس بات کو یاد رکھیں اور اپنے آپ کو بھی اس مقام کو حاصل کرنے والا بنائیں جو قرونِ اولیٰ کی عورتوں نے حاصل کیا تھا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اور بعد میں خلافت ثانیہ میں بھی، خلافت ثالثہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے عورتیں دنیا کو اپنے مقام کی پہچان کروانے والی بنتی رہیں یا جماعت احمدیہ میں ہمیشہ عورتوں کی پہچان رہی کہ وہ قربانیوں میں اور عبادتوں میں آگے بڑھنے والی ہیں۔

آپ لوگوں کا یہ بھی کام ہے کہ اب جو قربانیاں ہمارے بڑوں نے کیں اور جن عبادتوں کے معیار ہمارے بڑوں نے قائم کئے ان کو آپ نے ہمیشہ جاری رکھنا ہے۔ مثلاً مَیں عورتوں کی قربانی کی مثال دیتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں جب انہوں نے تحریک جدید کی مالی تحریک کی تو ایک غریب مرغیوں کے انڈے لے کر آ گئی کہ میرے پاس یہی کچھ ہے جو مَیں پیش کرتی ہوں۔ اور اسی طرح بعد میں بھی عورتوں نے قربانی کی انتہائی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ کئی عورتوں نے اپنے زیور پیش کر دیئے۔ اسی طرح اپنی اولاد کو وقف کرنے کے لئے پیش کیا۔ آج بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جب وقفِ نَو کی تحریک ہوئی تو دنیا میں احمدی خواتین نے اپنی اولادوں کو وقفِ نَو کے لئے پیش کیا اور اب تک کرتی چلی جا رہی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی وقفِ نَو کی جو فوج ہے امید ہے احمدیت کے لئے ایک اہم کردار ادا کرنے والی بنے گی۔ پس قربانیاں کرتے چلے جانا اور نیکیوں پر قائم رہتے چلے جانا اور اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرتے چلے جانا ہر احمدی عورت کا فرض ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی جزا بھی دیتا ہے۔ اور اس کے پھل انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس دنیا میں بھی حاصل کریں گے اور آخرت میں بھی حاصل کریں گے۔

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جس طرح دنیا میں باقی جگہ عورتوں نے اپنی اولادوں کو وقف نو کے لئے پیش کیا ہے کیرالہ کے علاقہ میں بھی، اس علاقہ میں بھی بہت ساری خواتین نے اپنی اولادوں کو وقف نو کے لئے پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔ لیکن یہ وقف میں پیش کرنے کے بعد ان کی ذمہ داری ختم نہیں ہو گئی بلکہ یہاں ان کی تربیت کا ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے۔ انہوں نے خاص طور پر اپنے واقفین نو بچوں کی تربیت کرکے، ویسے تو ہر بچے کی تربیت کرنا عورت کا فرض ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا خدا تعالیٰ نے فرمایا اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اور قتل نہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ ان کی اتنی بُری تربیت نہ کرو کہ وہ خراب ہو جائیں اور اپنے بد انجام کو پہنچیں۔ لیکن واقفینِ نَو کو جو آپ جماعت کو تحفہ کے طور پر پیش کر رہی ہیں ان کی خاص طور پر ایسی تربیت کریں کہ ان کو خدا تعالیٰ سے ایک خاص لگاؤ ہو اور دین کی طرف رغبت ہو اور دنیا کی طرف سے بے رغبتی ہو۔

اسی طرح مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے جیسا کہ انہوں نے بتایا کہ انعامات ابھی تقسیم ہوئے کہ کیرالہ کی لجنہ نے پورے ہندوستان میں انعامات حاصل کئے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ لوگوں کو دین کے کام سے ایک لگاؤ ہے اور اس کی خاطر آپ اپنا وقت، مال اور ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار رہتی ہیں اسی لئے آپ کو یہ انعام ملا جو پورے ہندوستان میں آپ لوگوں کو اچھی پوزیشن کے لئے ملا ہے اس کو بھی جاری رکھیں اور کبھی اس کو ختم نہ ہونے دیں۔ آج کل جیسا کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ہر جگہ خبر پہنچ جاتی ہے سنتی بھی ہیں اور دیکھتی بھی ہیں لجنہ اماء اللہ دنیا میں ہر جگہ Active ہے اور خاص طور پر مالی قربانیوں میں بھی Active ہیں اور مساجد بنانے میں خاص کردار ادا کرنے والی ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں مَیں نے برلن کی مسجد کا افتتاح کیا۔ وہ بھی خواتین نے بڑی مالی قربانی کر کے بنائی تھی تو مالی قربانیوں میں عورتیں بہت آگے بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔

اور مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ کیرالہ کی جماعت کی لجنہ نے بھی یہ وعدہ کیا ہے کہ یہاں کا جو کیپیٹل (Capital) ہے TrivanTrum یہاں ایک سینٹر خریدنا چاہتے ہیں تو لجنہ نے پیشکش کی ہے کہ لجنہ اس میں ایک بڑا اہم کردار ادا کرنا چاہتی ہے۔ بہت خوشی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ لجنہ کو توفیق دے کہ وہ اس مالی قربانی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ہوں۔ گو کہ یہ بہت بڑا خرچ ہے لیکن ہمیشہ کی طرح کیرالہ کی جماعت اپنے پاؤں پر کھڑی رہی ہے اور یہ لوگ اپنے اخراجات برداشت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جہاں مردوں کو توفیق دے گا وہاں عورتوں کو بھی توفیق دے کہ وہ اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ بہرحال صدر لجنہ نے یہ وعدہ کیا ہے یقیناً آپ لوگوں کے جذبہ کو دیکھ کر کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس جذبہ کو قائم رکھے اور آپ کو وعدہ پورا کرنے کی توفیق دے۔

ناصرات الاحمدیہ سے مَیں کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ مَیں نے آپ کو بتایا آپ کے نام کا مطلب کیا ہے۔ ہمیشہ اس بات کو ذہن میں رکھیں۔ یہ علاقہ جو ہے یہ Literacy Rate میں سو فیصد ہے اور امید ہے احمدی بھی، بلکہ ظاہر ہے، اس میں سو فیصد پڑھے لکھے ہوں گے۔ جو بھی معیار ہے ان کی پڑھائی کا۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ صرف دنیوی پڑھائی کو حاصل کرنا آپ کا مقصد نہیں ہے۔ سو فیصد Literacy Rate کے ساتھ آپ لوگوں کو اسی شوق کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم اور دینی علم سیکھنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہونی چاہئے تاکہ اپنے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی بنائیں اور آئندہ اپنی نسلوں کو بھی صحیح تربیت پر چلانے والی بنا سکیں۔ اسی لئے اس طرف خاص طور پر توجہ دیں تاکہ اپنی دنیا و آخرت بھی سنوارنے والی ہوں اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی۔ انشاء اللہ۔

پس مختصراً یہی مَیں چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھیں اپنی عبادتوں کے معیار قائم کرنے ہیں۔ اپنی اور اپنی اولادوں کی تربیت کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دینی ہے۔ دین سے ہمیشہ منسلک رکھنا ہے۔ دین کے مقابلہ پر دنیا کو ہیچ سمجھنا ہے۔ ہمیشہ دین مقدم رہنا چاہئے۔ اور ہمیشہ خلافت کی، نظام جماعت کی آواز پر لبیک کہنا چاہئے اور اس کی خاطر ہر قربانی کے لئے ہر وقت آپ کو تیار رہنا چاہئے۔ اگر یہ کریں گی اور یہ حق ادا کرنے والی ہوں گی تو آپ بہترین لجنہ کہلانے والی بنیں گی اور بہترین ناصرات کہلانے والی بنیں گی اور وہ حق ادا کرنے والی بنیں گی جس کے لئے آپ نے احمدیت کو قبول کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اب دعا کرلیں۔

❁❁❁

بقیہ: اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں
از صفحہ نمبر 16

۔ دو سال قبل جب علماء نے ان لوگوں کے خلاف گھیرا تنگ کیا تو اس خاندان کا بڑا بیٹا اپنے بیوی بچوں سمیت پاکستان سے ہجرت کر گیا۔ چھوٹا بیٹا لاہور میں رہتا ہے لیکن جب علماء نے گھر کے سربراہ کا پیچھا کیا تو وہ بھی فیصل آباد سے لاہور ہجرت کر گیا اور وہاں جا کر بھی یہ گھرانہ مسلسل قادیانی سرگرمیوں میں ملوث رہا۔ بعد میں علماء کی طرف سے مخالفت کی شدت آجانے کی وجہ سے یہ آدمی بھی اپنی بیوی اور بچوں کو لے کر پاکستان سے ہجرت کر گیا لیکن اس کا ایک بیٹا پاکستان میں رہ کر اپنے قادیانی عقائد کی ترویج میں مصروف رہا۔ علماء کی طرف سے مسلسل پیچھا کرنے کی وجہ سے اس لڑکے نے لاہور کے اندر اندر تین دفعہ اپنی رہائش تبدیل کی لیکن اپنی قادیانی سرگرمیوں میں کمی نہیں آنے دی۔ باپ بیٹے پاکستان کے اندر باہر رہ کر مسلسل سادہ لوح مسلمانوں سے رابطے قائم کر کے انہیں قادیانیت کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ ان کا لاہور کا تازہ پتہ ہمیں معلوم نہ ہے لیکن یہ لوگ بڑی باقاعدگی سے مسلمانوں کو تبلیغ کرتے ہیں۔ اس احمدی تاجر کے تینوں داماد بھی اس کے بیٹوں کی طرح اس کی راہ پر چلنے والے اور اس کے مددگار ہیں۔ اس کے بڑے داماد کا تذکرہ پہلے ہونا ضروری تھا ہمارا انہیں خیال کہ یہ داماد فیصل آباد سے لاہور ہجرت کے بعد ایک بار بھی واپس فیصل آباد آیا ہوگا۔ لیکن یہ شخص مدینہ ٹاؤن فیصل آباد میں موجود اپنے زمانہ طالب علمی کے دوستوں سے رابطے بنائے ہوئے ہے اور ممکنہ تعاون فراہم کرتا ہے۔

اب اگر یہ لوگ باز نہ آئے امن وامان کی خرابی یقینی ہے۔ ایسی صورت حال میں ختم نبوت کے سرگرم مجاہدین ان لوگوں کو بزور بازو خاموش کروا دیں گے اور مرتد کی شرعی سزا ان پر خود جاری کریں گے اور علماء کرام کو اس بارہ میں کوئی دوش نہیں دیا جا سکے گا۔

اس قادیانی نے اپنے بچوں کی بیرون ملک ہجرت سے کچھ بھی سبق نہیں سیکھا ہے۔ ان لوگوں نے ہجرت میں خیریت جانی اور اپنے کفر سے توبہ نہ کی۔ تمام مسلمانوں کو ان سے محتاط رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ان لوگوں کا ذلیل انجام جلد یا بدیر ہونے ہی والا ہے اور ہم تمام لوگوں کو کہتے ہیں کہ ان سے تمام سماجی امور میں مکمل مقاطعہ کریں۔ اس مضمون کے ذریعہ ہم اپنے قارئین سے گزارش کرتے ہیں کہ اگر وہ کسی قادیانی سے ملیں یا کسی قادیانی کا پتہ جانتے ہوں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ ہم امتنائے قادیانیت قوانین کے مطابق ان لوگوں کے خلاف پولیس کی مدد سے ٹھیک کارروائی کرسکیں۔"

اس مضمون کا مصنف شائد ان حقائق سے واقف نہیں کہ اس کے ظلموں کے شکار خاندان کے بعض افراد ملک سے ہجرت کر چکے ہیں اور جن باقی ماندہ معصوموں کے پیچھے خم ٹھونک کر پڑا ہوا ہے وہ فیصل آباد چھوڑ کر ملک کے دیگر حصوں میں جا چکے ہیں۔ یہ دانشور کھلم کھلا دعوت دے رہا ہے کہ اس کا کوئی "سرگرم مسلم بھائی" اٹھے اور اس مظلوم خاندان کے باقی ماندہ افراد کے خلاف حد شرعی جاری کرتے ہوئے انہیں قتل کر ڈالے یا کم از کم ان معصوموں کے ایڈریس ہی مہیا کر دے تاکہ مضمون نگار خود یہ "نہایت ضروری خدمت اسلام" مکمل کر سکے۔

لیکن معزز قارئین! کیا "روزنامہ امن" نے نفرت اور فساد پھیلانے والی زہریلی تحریر کے لئے اپنے صفحات وقف کر کے اس فسادی مصنف سے کہیں زیادہ اخلاق سوز اور غیر ذمہ دارانہ حرکت کا ارتکاب نہیں کیا ہے؟ ۔اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ وَاھْدِ قَوْمِیْ۔

احمدی، سلاخوں کے پیچھے

(1) **گولیکی ضلع گجرات:** مکرم نصرت احمد صاحب کو یہاں ایک جھوٹے مقدمہ قتل میں گرفتار کیا گیا ہے، حالانکہ آپ کا نام تو ایف آئی آر میں بھی نہیں تھا۔ یقیناً یقیناً آپ کی گرفتاری ملاؤں کے ایماء پر عمل میں لائی گئی ہے کیونکہ مقتول کے ورثاء کا بیان سامنے آیا ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ مکرم نصرت صاحب بے گناہ ہیں لیکن ہیں تو ایک مرزائی ناں۔ اب اگر وہ توبہ کر لے تو ہم اسے پولیس سے رہائی دلوا دیں گے۔

(2) **خوشاب میں** مکرم رانا نجیل احمد صاحب اور آپ کے والد مکرم رانا حاکم جمیل صاحب کے خلاف 295-C اور 298-C کے بے بنیاد مقدمات بنائے گئے ہیں۔

یہ دونوں باپ بیٹا پاکستان میں عوام کالانعام کی طرف سے ماورائے عدالت چوراہوں میں مہیا کئے جانے والے بدنام زمانہ "فوری انصاف" کے متعدد نظاروں سے طبعاً خوف کھا کر روپوش ہو گئے تھے جس پر پولیس نے پاکستانی طریقہ تفتیش کو بروئے کار لاتے ہوئے رانا نجیل کے بھائی اسفندیار کو 16 MPO کے تحت حراست میں لے لیا تا دونوں ملزمان کی گرفتاری کے لئے خاندان کو مجبور کیا جا سکے۔

(3) مکرم بشارت احمد صاحب ہیڈ ماسٹر کو کنجاہ ضلع گجرات میں مورخہ 17 دسمبر کو 295-B کے تحت قرآن کریم کی آیات کی توہین کے جھوٹے الزام میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔

❁❁❁❁❁❁❁

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: جماعت احمدیہ کا آغاز،......از صفحہ نمبر 2

آسانی کے ساتھ اصل ماخذ کا مطالعہ کرسکتا ہے۔

احمدیت کے مخصوص عقائد کے بیان میں سب سے مقدم جگہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کو حاصل ہے کیونکہ احمدیت کی عمارت کی بنیاد انہی پر قائم ہے۔ سو سب سے پہلے ہم انہی کو لیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا مجدّدیت کا دعویٰ

سب سے پہلا دعویٰ جو حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کے سامنے پیش کیا وہ مجددیت کا دعویٰ تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں مقدس بانیٔ اسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔ (ابوداؤد۔ کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قدر قرن المائۃ)

’’یعنی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک ایسا مصلح مبعوث کیا کرے گا جو ان کی دینی غلطیوں کی اصلاح کر کے انہیں نئے سرے سے زندگی عطا کیا کرے گا۔‘‘

اس پیشگوئی کے مطابق اسلام میں ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث ہوتے رہے ہیں جو اسلام کے اندر ہو کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھتے ہوئے اسلام کی تجدید اور مسلمانوں کی اصلاح کی خدمت سرانجام دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانی اور حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتی اور حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی مجدد الف ثانی اور حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب دہلوی اور حضرت سید احمد صاحب بریلوی وغیرھم اسی مقدس لڑی کی مختلف کڑیاں ہیں۔ اور مسلمانوں کا سوادِ اعظم ان بزرگوں کی ولایت اور مجددیت کا قائل اور معترف ہے۔ سو حضرت مسیح موعود کا سب سے پہلا دعویٰ جو گویا آپ کے سب دعاوی کے لئے بطور بنیاد کے ہے یہی تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے قدیم وعدے کے مطابق اسلام کی چودھویں صدی کا مجدد بنا کر بھیجا ہے اور آپ نے اعلان کیا کہ چونکہ یہ زمانہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک فسادِ عظیم کا زمانہ ہے اس لئے اس فساد کی اصلاح کے واسطے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ خاص طاقتیں بھی عطا کی ہیں جو اس زمانہ کے روحانی مصلح کے لئے ضروری ہیں۔ آپ نے یہ دعویٰ براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ میں کیا تھا۔ (دیکھو اشتہار منسلکہ براہین احمدیہ حصہ چہارم)۔ مگر چونکہ آپ کے اس دعویٰ میں کوئی ایسی بات نہیں تھی جو مسلمانوں کے کسی معروف عقیدہ کے خلاف ہو اور اس وقت تک آپ نے سلسلہ بیعت بھی شروع نہیں فرمایا تھا اس لئے اس دعویٰ پر آپ کی کوئی خاص مخالفت نہیں ہوئی اور جمہور مسلمانوں نے اسے ایک گونہ خاموش تصدیق کے ساتھ قبول کیا۔ بعد میں جب مخالفت کا طوفان اٹھا تو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مخالفوں کے سامنے بار بار یہ بات پیش فرمائی کہ اگر تم میرے دعویٰ مجددیت کو قبول نہیں کرتے تو پھر کوئی اور شخص پیش کرو جس نے اس صدی کے سر پر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہو مگر آپ کا کوئی مخالف اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکا۔

مسیحیت کا دعویٰ

حضرت مسیح موعودؑ کا دوسرا دعویٰ جس پر آپ کے خلاف ایک خطرناک طوفانِ بے تمیزی اٹھ کھڑا ہوا اور چاروں طرف سے مخالفت کی آگ کے شعلے بلند ہونے لگے وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔ یعنی آپ نے خدا سے الہام پا کر یہ دعویٰ فرمایا کہ حضرت مسیح ناصری جنہیں مسلمان غلطی سے آسمان پر زندہ سمجھ رہے تھے وہ دراصل فوت ہو چکے ہیں اور جو وعدہ ان کی آمدِ ثانی کے متعلق اسلام میں کیا گیا تھا وہ تمثیلی رنگ میں خود آپ کے وجود میں پورا ہوا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے قرآن شریف نے فی الجملہ ایک مثیل مسیح کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ (دیکھو قرآن شریف سورۃ نور رکوع نمبر 7 و سورۃ الصّف رکوع نمبر 1)۔ اور حدیث میں صراحت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشَکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ۔ (صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق باب نزول عیسیٰ بن مریم)

’’یعنی مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ضرور نازل ہوں گے تم میں مسیح ابن مریم اور وہ خدا کی طرف سے تمہارے تمام اختلافی امور میں حَکَم اور عدل ہو کر فیصلہ کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے (یعنی صلیبی مذہب کے زور کے وقت میں ظاہر ہو کر اس کے زور کو توڑ دیں گے) اور خنزیر کو قتل کریں گے (یعنی خنزیری صفات لوگوں کا استیصال کریں گے) اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے یعنی جنگ کو موقوف کر کے جزیہ کا سوال ہی اٹھا دیں گے۔‘‘

اس پیشگوئی کے نتیجہ میں مسلمانوں میں کئی صدیوں سے یہ عقیدہ چلا آ رہا تھا کہ حضرت مسیح ناصری جو انیس سو سال ہوئے فلسطین کے ملک میں گزرے تھے اور جن کے ہاتھ سے مسیحی مذہب کی بنیاد رکھی گئی تھی وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخری زمانہ میں دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے علم پا کر اعلان فرمایا کہ یہ عقیدہ قرآن و حدیث کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ بیشک مسیح کی آمد ثانی کا وعدہ برحق ہے مگر یہ بات قطعاً درست نہیں کہ وہی پہلا مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے اور آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوگا بلکہ یہ پیشگوئی استعارہ کے رنگ میں ایک مثیل مسیح کی آمد کی خبر دیتی تھی یعنی اس پیشگوئی میں یہ بتانا مقصود تھا کہ آخری زمانہ میں ایک ایسا روحانی مصلح مبعوث ہوگا جو اپنی صفات میں مسیح ناصری کا مثیل ہوگا اور حضرت مسیح کی خو بو پر آئے گا اس لئے اس کا آنا گویا خود مسیح ناصری کا آنا ہوگا۔ آپ نے مثالیں دے دے کر ثابت کیا کہ روحانی سلسلوں میں جب کبھی بھی کسی نبی کی دوسری آمد کا وعدہ دیا جاتا ہے تو اس سے ہمیشہ اس کے مثیل کا آنا مراد ہوتا ہے جیسا کہ مثلاً حضرت مسیح ناصری کے زمانہ میں الیاس نبی کی دوسری آمد کا وعدہ یوحنا نبی کی بعثت سے پورا ہوا۔ (متی باب 11 آیت نمبر 11 تا 17)

آپ نے یہ بھی ثابت کیا کہ قرآن شریف کی رو سے نہ صرف حضرت مسیح ناصری کا آسمان پر جانا ثابت نہیں بلکہ متعدد آیات سے ان کی وفات ثابت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی قرآن و حدیث سے یہ بھی ثبوت ملتا ہے کہ کوئی حقیقی مردہ زندہ ہو کر اس دنیا میں دوبارہ واپس نہیں آ سکتا۔ اور بالآخر آپ نے قرآن و حدیث سے یہ بھی ثابت کیا کہ جس مسیح کا اسلام میں وعدہ کیا گیا تھا اس کے متعلق قرآن و حدیث ہی اس بات کی تشریح کرتے ہیں کہ اس سے مسیح ناصری مراد نہیں بلکہ مثیل مسیح مراد ہے اور ان جملہ امور کے متعلق آپ نے ایسے زبردست دلائل پیش کئے کہ آپ کے مخالف بالکل سراسیمہ ہو کر رہ گئے۔

تاریخی رنگ میں بھی آپ نے اس بات کو ثابت کیا کہ حضرت مسیح ناصری گو خدائی تصرف کے ماتحت صلیب کی موت سے بچ گئے تھے مگر اس کے بعد وہ اپنے ملک سے ہجرت کر کے ہندوستان کے رستے کشمیر چلے گئے تھے اور وہیں اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے۔ الغرض آپ نے قرآن سے اور حدیث سے اور مسیحی نوشتوں سے اور تاریخ سے حضرت مسیح ناصری کی وفات ثابت کر کے اپنے مثیل مسیح ہونے کا ثبوت پیش کیا اور اس بحث کے دوران میں مندرجہ ذیل اہم مسائل پر نہایت زبردست روشنی ڈالی:

(1) یہ کہ حضرت مسیح ناصری دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے جو دشمنوں کی شرارت سے صلیب پر تو ضرور چڑھائے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لعنتی موت سے بچا لیا جس کے بعد وہ خفیہ خفیہ اپنے ملک سے ہجرت کر گئے۔

(2) یہ کہ اپنے ملک سے نکل کر حضرت مسیحؑ آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور وہیں ان کی وفات ہوئی اور وہیں آج تک ان کی قبر موجود ہے۔

(3) یہ کہ قرآن شریف اور حدیث کی رو سے کوئی حقیقی مردہ زندہ ہو کر اس دنیا میں دوبارہ واپس نہیں آ سکتا اس لئے مسیح کو فوت شدہ مان کر ان کی دوبارہ آمد کا انتظار بے سود ہے۔

(4) یہ کہ اسلامی تعلیم کی رو سے کوئی فرد بشر اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جا سکتا اس لئے مسیح کے زندہ آسمان پر چلے جانے کا خیال بھی باطل ہے۔

(5) یہ کہ بے شک مسیح کی آمدِ ثانی کا وعدہ تھا مگر اس سے مراد ایک مثیل مسیح کا آنا تھا نہ کہ خود مسیح کا۔

(6) یہ کہ مثیل مسیح کی بعثت کا وعدہ خود آپ کے وجود میں پورا ہوا ہے اور آپ ہی وہ موعود مسیح ہیں جس کے ہاتھ پر دنیا میں حق و صداقت کی آخری فتح مقدر ہے۔ اس شق کی ذیل میں یعنی اپنے مسیح موعود ہونے کی تائید میں آپ نے مندرجہ ذیل ثبوت پیش کئے:۔

(الف) یہ کہ مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق جو علامتیں بیان کی گئی تھیں وہ موجودہ زمانہ پر چسپاں ہوتی ہیں یعنی مسلمانوں کی حالت کا بگڑ جانا۔ صلیبی مذہب کا زوروں میں ہونا۔ دجال کا خروج۔ پریس اور ریل وغیرہ کی ایجاد کا ظہور وغیرہ۔

(ب) یہ کہ مسیح موعود کے نزول کی جگہ کے متعلق جو خبر دی گئی تھی کہ وہ مشرقی ممالک میں یعنی بلاد شام کے مشرق کی طرف ظاہر ہوگا وہ بھی آپ کے مقامِ ظہور یعنی قادیان پر چسپاں ہوتی ہے۔

(ج) یہ کہ مسیح ناصری کے حلیہ کے مقابل پر جو حلیہ مسیح موعود کا بیان کیا گیا تھا یعنی گندمی رنگ اور سیدھے بال وغیرہ۔ وہ آپ پر پوری طرح صادق آتا ہے اسی طرح آخری زمانہ کے مصلح کے متعلق جو یہ پیشگوئی تھی کہ وہ قومی لحاظ سے فارسی الاصل ہوگا وہ بھی آپ میں پوری ہوتی ہے۔

(د) یہ کہ مسیح موعود کا جو کام بتایا گیا تھا یعنی یہ کہ وہ مسلمان میں کھوئے ہوئے ایمان کو پھر قائم کرے گا اور ان کے غلط عقائد کی اصلاح کرے گا اور صلیب کے زور کو توڑے گا اور اس کے ذریعہ سے اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا وغیرہ وغیرہ اس کام کی داغ بیل آپ کے ہاتھ سے قائم کر دی گئی ہے اور اب یہ کام سنت اللہ کے مطابق آہستہ آہستہ آپ کی جماعت کے ذریعہ اپنی تکمیل کو پہنچے گا۔

ان امور کو تفصیل اور دلائل کے ساتھ لکھنا بہت جگہ چاہتا ہے مگر چونکہ ان جملہ امور کی بحث حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں نہایت تفصیل کے ساتھ آ چکی ہے اور یہ باتیں جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں شائع و متعارف ہیں اس لئے اس جگہ اسی قدر مجمل نوٹ پر اکتفا کی جاتی ہے۔

(مفصل بحث کے لئے دیکھو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب ازالہ اوہام و تحفہ گولڑویہ و نزول المسیح و حقیقۃ الوحی وغیرہ اور خاکسار مصنف رسالہ ھٰذا کی تصنیف الحجۃ البالغہ و تبلیغ ہدایت)

مہدویت کا دعویٰ

تیسرا دعویٰ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ تھا کہ آپ مہدیٔ معہود ہیں۔ یعنی اسلام میں جو ایک مہدی کے ظہور کا وعدہ دیا گیا تھا وہ آپ کی آمد سے پورا ہوا ہے۔ مگر آپ نے اس دعویٰ کی ذیل میں یہ تشریح فرمائی کہ میں کسی جنگی اور خونی مشن کے ساتھ نہیں بھیجا گیا بلکہ میرا کام امن اور صلح کے طریق پر کام کرنا اور براہین اور دلائل کے ساتھ منوانا ہے۔ آپ نے ثابت کیا کہ یہ خیال کہ اسلامی تعلیم کی رو سے دین کے معاملہ میں جبر اور تشدد جائز ہے سراسر غلط اور بے بنیاد ہے اور قرآن شریف و حدیث بڑے زور کے ساتھ اس کی تردید کرتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی ثابت کیا کہ یہ جو مسیح موعود اور مہدی کو الگ وجود سمجھ لیا گیا تھا یہ درست نہیں بلکہ دراصل مسیح موعود اور مہدی معہود ایک ہی ہیں جنہیں صرف دو مختلف حیثیتوں کی وجہ سے دو الگ الگ نام دے دیئے گئے ہیں چنانچہ ایک صحیح حدیث میں بھی صراحت کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ: لَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان)

’’یعنی مسیح موعود کے سوا اور کوئی موعود مہدی نہیں ہے۔‘‘

اس دعویٰ کے متعلق بھی حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور سلسلہ کے لٹریچر میں تفصیل کے ساتھ بحث آ چکی ہے اسلئے اس جگہ تفصیلی بیان کی ضرورت نہیں۔ جو ناظرین تفصیل میں جانا چاہیں وہ سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کر سکتے ہیں (مثلاً دیکھو نور القرآن و حقیقۃ المہدی مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ و رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان جلد نمبر 7)۔

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 230-236۔ اشاعت 2008ء قادیان)

(باقی آئندہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

قرارداد تعزیت بروفات محترم راویل بخارائیو صاحب
از مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

ہمارے روسی بھائی مکرم راویل بخارائیو صاحب مؤرخہ 24 جنوری 2012ء کو لندن میں بعمر 61 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَاِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْن۔

آپ 1951ء میں کازان کے ایک تاتاری خاندان میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی مسلمان ہونے کے باوجود آپ کو اسلام کی حقیقت جاننے کی جستجو تھی۔ چنانچہ 1990ء کے اوائل میں لندن میں آپ کی ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ہوئی۔ اس ملاقات کے بعد آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی اور جہاں بھی گئے، صحیح معنوں میں احمدیت کے سفیر ثابت ہوئے۔

آپ ہردلعزیز، ہمہ گیر شخصیت کے مالک، وسیع العلم، عاجزی کے پیکر، نہایت شفیق اور نرم خُو، بیحد مخلص اور عفو و درگذر کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ اللہ تعالیٰ سے گہرے تعلق اور اس کی مخلوق سے ہمدردی اور اس کی خدمت کے حوالے سے آپ ایک قابل رشک نمونہ تھے۔ آپ ایک پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ خلافت احمدیہ سے آپ کا فدائیت کا تعلق تھا۔ خلافت سے محبت اور اطاعت اور خلافت کے مقام کا ادراک اور احترام آپ میں کچھ اس رنگ میں تھا کہ باوجود بعد میں آنے کے آپ بہت سے ایسے افراد سے آگے نکل گئے، جنہوں نے خلافت کی آغوش میں آنکھ کھولی۔

سلسلہ کی مختلف کتب کے رشین زبان میں ترجمہ کرنے کا کام آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر شروع کیا۔ اس سے آپ کے اپنے ایمان و اخلاص میں بھی روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ آپ نے گزشتہ 21 سال کے عرصہ میں سلسلہ کی بہت سی کتب کا رشین زبان میں ترجمہ اور کئی پرانے ترجموں کی نظرثانی بھی کی۔ مگر آپ کی سب سے بڑی سعادت، رشین زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کے سلسلے میں خدمت کی توفیق پانا تھی۔ یہ کام آپ نے بہت محبت اور زبان کی باریکیوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے نہایت جانفشانی اور انتھک محنت سے سرانجام دیا۔

اس کے علاوہ آپ کو MTA کے مختلف پروگراموں کے رشین زبان میں رواں ترجمہ کرنے کی بھی توفیق ملی۔ جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ اور خطابات کے علاوہ جلسہ سالانہ یوکے کے مختلف پروگرام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی علمی قابلیت کی وجہ سے آپ عالمگیر شہرت کے حامل تھے۔ بلند پایہ ادیب، عمدہ شاعر اور بہت سی کتب کے مصنف کے طور پر آپ کی کاوشوں کو بین الاقوامی سطح پر سراہا گیا اور بہت سے ایوارڈز سے آپ کو نوازا گیا۔ آپ کی ساٹھویں سالگرہ پر جب آپ کے تخلیقی کارناموں پر 40 سال مکمل ہوئے تو اقوام متحدہ کی طرف سے انسانیت کو متحد کرنے کے سلسلہ میں آپ کو ''اقوام متحدہ کے آرڈر'' سے نوازا گیا۔ اسی طرح جب آپ کی وفات ہوئی تو بی بی سی اور مختلف ویب سائٹس نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔

ہم جملہ ممبران مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان و کارکنان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنے بھائی مکرم راویل صاحب کے انتقال پُرملال پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ نیز ہم مرحوم کی زوجہ محترمہ سے تعزیت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب خاص میں جگہ عطا فرمائے، بلندیٔ درجات سے نوازتا رہے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے خلافت احمدیہ کو ہمیشہ ان جیسے سلطان نصیر عطا فرماتا رہے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁❁

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری) اطلاع دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 5/جنوری 2012ء بروز جمعرات بمقام مسجد فضل لندن۔ بوقت 11 بجے صبح مکرم **منیر احمد سنوری صاحب** (ابن مکرم بشیر احمد سنوری صاحب۔ لندن) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

3 جنوری 2012 کو 69 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ پاکستان میں قائد مجلس اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کی نمایاں خدمات کی وجہ سے اسلام آباد میں معاندین احمدیت نے آپ کو پکڑ کر بہت مارا اور پھر سگریٹ سے آپ کے جسم کو داغا گیا جس کے نشانات وفات تک آپ کے جسم پر موجود تھے۔ 2003ء میں یوکے آنے پر پہلے انرپارک اور پھر روہیمپٹن جماعت میں صدر کی حیثیت سے خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم بہت نیک اور سلسلہ کی بے لوث خدمت کرنے والے مخلص انسان تھے۔ آپ موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ مبارکہ صدیق صاحبہ (اہلیہ مکرم حافظ محمد صدیق راشد صاحب مربی سلسلہ۔ ربوہ)

29 دسمبر 2011ء کو ایک لمبی بیماری کے بعد وفات پاگئیں۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ آپ بہت مہمان نواز، غریب پرور اور جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ سعیدہ مبارکہ نوید صاحبہ (اہلیہ مکرم نوید الاسلام صاحب معلم سلسلہ۔ فیصل آباد)

11/اکتوبر 2011ء کو 43 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے بہت سے بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کی توفیق پائی۔ نماز، روزہ، روزانہ تلاوت کرنے والی اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے وفا اور اخلاص کا بہت گہرا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم مرزا مبارک احمد صاحب (آف جرمنی)

25/نومبر 2011ء کو جرمنی میں وفات پاگئے۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے جرمنی میں مال اور جلسہ سالانہ کے شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ غریبوں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھتے اور بلاامتیاز ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مشرف احمد صاحب (طالب علم جامعہ احمدیہ یوکے) کے نانا تھے۔

(4) مکرم سیٹھی ولی الرحمٰن صاحب (ابن مکرم سیٹھی خلیل الرحمٰن صاحب۔ جہلم)

30 ستمبر 2011ء کو 79 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ جماعت کے ساتھ گہری وابستگی رکھنے والے، دلیر اور نڈر انسان تھے اور آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ جہلم میں سیکرٹری امور عامہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ جماعتی تقاریب، اجتماعات اور مذاکرات وغیرہ کے لئے ہمیشہ اپنا گھر پیش کیا کرتے تھے۔ آپ کو حضرت مولانا برہان الدین جہلمی صاحبؓ کی قدیمی مسجد کو ازسرنو جدید خطوط پر تعمیر کروانے کی سعادت بھی ملی۔ آپ خلافت اور نظام جماعت سے والہانہ عقیدت رکھنے والے مخلص انسان تھے۔

(5) مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد علی خان صاحب۔ آف فیصل آباد)

21/دسمبر 2011ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے اپنے گاؤں چک 60 میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز اور نیک سیرت خاتون تھیں۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(6) مکرمہ اہلیہ صاحبہ مکرم ملک رشید احمد صاحب (آف جرمنی)

29/نومبر 2011ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نیک اور متقی خاتون تھیں۔ آپ کے میاں پچھلے سال وفات پاگئے تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم تحسین رشید صاحب جامعہ احمدیہ جرمنی میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

(7) مکرم ملک منیر احمد صاحب (ابن مکرم ملک نذیر احمد صاحب۔ آف ساہیوال)

7/اگست 2011ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے لمبا عرصہ جماعت ساہیوال میں مقامی اور ضلعی سطح پر سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نظام جماعت اور خلافت سے محبت واخلاص کا تعلق رکھتے تھے۔ نیک، مخلص، باوفا اور ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین ❁❁❁❁❁

سویڈن میں بین المذاہب سمپوزیم کا شاندار انعقاد

(آغا یحییٰ خان۔ مبلغ انچارج سویڈن)

مورخہ 28 جنوری 2012ء شام 17:00 بجے مسجد ناصر گوتھن برگ میں ایک شاندار انٹرفیتھ سیمینار کا اہتمام کیا گیا۔ اس سیمینار کا تمام تر انتظام لجنہ اماء اللہ گوتھن برگ نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ اور نیشنل سیکریٹری صاحب تبلیغ کے تعاون سے کیا۔ اس پروگرام کے لئے مکمل ٹیم نے خاکسار کے ساتھ دو میٹنگز کیں اور پروگرام کو حتمی شکل دی۔

اس موقع پر یہودیت، عیسائیت، ہندوازم اور سکھ ازم کے نمائندوں نے شرکت کی اور اسلام احمدیت کی نمائندگی میں خاکسار نے تقریر کی۔ اس سیمینار کا عنوان ''پُرامن معاشرے کے لئے ہمارا کردار'' تھا جس پر تمام نمائندگان نے اپنی اپنی الہامی کتب کے حوالے سے تقاریر کیں اور آخر پر خاکسار نے قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعودؑ اور حضور انور ایدّہٗ اللہ کے خطاب بمقام مسجد نور جرمنی کے حوالے سے اسلام کی پُرامن تعلیم پیش کی اور ساتھ ساتھ پروجیکٹر پر حوالہ جات اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضور انور ایدہٗ اللہ کی تصاویر دکھائیں۔

سیمینار کے اختتام پر مکرم نیشنل امیر صاحب نے مہمانوں اور انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا اور دعا کرائی جس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں چائے کے ساتھ لوازمات پیش کئے گئے اور اس دوران بے تکلفی کے ماحول میں مہمانوں کے ساتھ تبلیغی گفتگو جاری رہی۔ 28 مہمانوں کو جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا تحفہ بھی پیش کیا گیا۔ اس طرح آنے والے مہمانوں نے مسجد میں اس سمپوزیم کے انعقاد کو بہت سراہا اور کہا کہ اسلام کی اس تعلیم کو انہوں نے آج پہلی بار سنا ہے اور آئندہ ہونے والی اپنی میٹنگز میں بھی خاکسار کو آنے اور تقریر کرنے کے لئے ابھی سے دعوت دے دی۔ کچھ مہمانوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ وہ اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ کسی مسجد کے اندر آئے ہیں اور جس خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا گیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ تمام انتظامیہ کو جزاء خیر عطا فرمائے اور اس سمپوزیم کے بہترین نتائج برآمد فرمائے آمین!

❁❁❁❁❁❁

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کردیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرماکر رسید حاصل کرلیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کے لئے پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

حضرت شماس بن عثمان قریشیؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 27 جولائی 2009ء میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت شماس بن عثمان قریشیؓ کی سیرت وسوانح پر مشتمل ایک مضمون مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

حضرت شماسؓ کا اصل نام تو اپنے والد کے نام پر عثمان تھا۔ مگر سرخ و سفید رنگ میں اتنے حسین اور خوبصورت تھے کہ چہرہ سورج کی طرح دمکتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کا لقب ہی شمس اور پھر شماس پڑ گیا یعنی سورج کی طرح روشن چہرہ والے۔

آپؓ قبیلہ بنی مخزوم میں سے تھے۔ والدہ صفیہ بنت ربیعہ بنوعبدشمس میں سے تھیں۔ اہلیہ اُمّ حبیب ابتدائی ہجرت کرنے والی مسلمان خواتین میں سے تھیں۔ آپؓ نے ابتدائی زمانے میں ہی قبول اسلام کی سعادت حاصل کی۔ اہل مکہ کی مخالفت کا سامنا کرنے کے بعد بالآخر حبشہ ہجرت کرنا پڑی۔ حبشہ ہجرت کرنے والے دوسرے گروہ میں حضرت شماسؓ بھی شامل تھے۔ بعد میں انہوں نے مدینہ ہجرت کی بھی توفیق پائی۔ یہاں آکر محلّہ بنی عمرو بن عوف میں ٹھہرے اور حضرت مبشرؓ بن عبدالمنذر کے پاس قیام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنظلہؓ بن ابی عامر کے ساتھ ان کی مواخات قائم کرکے اسلامی اخوت کے رشتے میں منسلک فرمایا تھا۔

حضرت شماسؓ بدر اور اُحد کی غزوات میں نہایت دلیری اور بہادری کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ مگر ان کی غیر معمولی خدمت میدانِ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے قربان ہو جانا ہے۔ میدان اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں لڑنے والوں میں جہاں مشہور تیرانداز حضرت ابوطلحہؓ انصاری تھے اور حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ ہاشمی بھی تھے جنہوں نے اپنا ہاتھ بطور ڈھال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے سامنے کر رکھا تھا اور ہر آنے والا تیر اپنے ہاتھ پر لیتے تھے۔ وہاں حضرت شماسؓ بھی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اس طرح سینہ سپر ہوگئے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ''شماسؓ کو اگر میں کسی چیز سے تشبیہ دوں تو اسے ڈھال سے تشبیہ دے سکتا ہوں کہ وہ اُحد کے میدان میں میرے لیے ایک ڈھال ہی تو بن گیا تھا اور میرے آگے پیچھے دائیں اور بائیں ہوکر حفاظت کرتے ہوئے آخر دم تک لڑتا رہا۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جدھر نظر ڈالتے شماسؓ آپ کو نہایت بہادری اور دلیری سے لڑتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ آپؐ نے دیکھا کہ جو حملہ آور بھی آگے بڑھنے کی کوشش کرتا شماسؓ اپنی تلوار کے ساتھ مقابلہ کرکے ان کو پیچھے ہٹاتا ہے۔

ظاہر ہے دشمن کا ہدف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی۔ جب وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ میں کامیاب ہوئے اور زخمی ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی کی کیفیت طاری ہوگئی، تب بھی شماسؓ آگے ڈھال بن کر کھڑے رہے یہاں تک کہ خود شدید زخمی ہوگئے۔ اس حالت میں ان کو مدینے لایا گیا اور حضرت عائشہؓ کے گھر میں تیمارداری کے لئے رکھا گیا۔ حضرت اُم سلمہؓ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہ میرے چچا کے بیٹے ہیں میرے گھر میں ان کی تیمارداری ہونی چاہیے۔ چنانچہ وہیں ان کی تیمارداری ہوئی۔ اس شدید زخمی حالت میں ایک دن اور ایک رات اس طرح گزارا کہ وہ کچھ کھا پی نہ سکتے تھے۔ اسی حال میں ان کی وفات ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شماس کو بھی اس کے کپڑوں میں ہی دفن کیا جائے جس طرح دوسرے شہداء کو ان کے لباس میں دفن کیا گیا۔ نیز فرمایا کہ شہداء کی طرح ان کی کوئی الگ نماز جنازہ بھی نہیں ہوگی اور تدفین بھی میدان اُحد میں کی جائے جہاں دیگر شہداء اُحد کی تدفین ہوئی۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہر پہلو سے شہداء اُحد کے زمرے میں شامل فرمایا۔

اس خوش بخت حسین وجمیل جوان رعنا کی عمر صرف چونتیس برس تھی جب وہ اپنے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوگیا۔ اس جوان موت سے حضرت شماسؓ کے اہل و عیال اور بہن بھائیوں کو صدمہ ہونا طبعی امر تھا۔ حضرت حسان بن ثابتؓ نے اس پر مرثیہ کہا جس میں ان کی بہن کو تعزیت کرتے ہوئے وہ یوں مخاطب ہوتے ہیں کہ ''اے شماسؓ کی بہن! صبر کرو، دیکھو شماسؓ بھی تو ایک انسان تھا۔ وہ بھی حضرت حمزہؓ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوگیا ہے۔ پس یہ ایک صبر کا معاملہ ہے تم بھی اس پر صبر کرو۔''

……❋……❋……❋……

ماہنامہ ''تحریک جدید'' ربوہ ستمبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرم پروفیسر نصیر احمد خان صاحب کی غزل سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

کچھ غم نہیں گر لائقِ تعزیر ہوا ہے
دل جس سے قلعہ عشق کا تسخیر ہوا ہے
سینچا ہے شہیدوں نے لہو دے کے چمن کو
ہر قصرِ وفا ایسے ہی تعمیر ہوا ہے
سر کرلیا ہر معرکہ ہمّت کے دھنی نے
جو پَست ہے وہ شاکیٔ تقدیر ہوا ہے
مٹی میں تڑپتا ہے پڑا سبطِ پیمبرؐ
کس خون سے تر سینۂ شمشیر ہوا ہے

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25 جولائی 2009ء میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے بارہ میں ایک مضمون مکرم نذیر احمد سانول صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم الصدیقی النانوتویؒ بن شیخ اسدعلی بن شیخ غلام شاہ صاحب، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسل سے تھے۔ آپؒ 1832ء میں قصبہ ''نانوتہ'' میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام آپ کا خورشید حسین صاحب تھا۔ نانوتہ کا قصبہ دیوبند سے بارہ، سہارنپور سے پندرہ اور گنگوہ سے نوکوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپؒ کے والد بزرگوار حضرت شیخ اسدعلی صاحب تعلیم سے چنداں بہرہ ور نہ تھے۔ معمولی زمیندار تھے۔ تاہم بزرگوں کی نیک صحبت میں رہے۔ دین سے خاص لگاؤ تھا۔

حضرت مولانا محمد قاسمؒ نے اکثر کتب مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی سے پڑھیں۔ ایام طالبعلمی میں آپؒ نے خواب دیکھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ سے نکل کر ہزاروں نہریں جاری ہورہی ہیں۔ حضرت مملوک علی صاحب نے یہ خواب سنا تو فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بکثرت جاری ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابتدا سے ہی بڑی ذہانت اور عمدہ فطانت عطا کی تھی۔ آپؒ نے قرآن پاک کسی مدرسہ استاد یا ادارہ سے حفظ نہ کیا تھا اور نہ ہی اس پر کئی سال کی محنت کی بلکہ دو ماہ رمضان میں یعنی 15 پارے ایک سال رمضان میں اور 15 پارے دوسرے سال کے ماہ رمضان میں حفظ کر لئے۔ آپؒ فرماتے ہیں: ''فقط دو سال رمضان میں مَیں نے یاد کیا ہے اور جب یاد کیا پاؤ سیپارہ کی قدر یا کچھ اس سے زائد یاد کرلیا اور جب سنایا ایسا صاف سنایا جیسے اچھے پرانے حافظ''۔

حضرت مولانا قاسمؒ نے حدیث کا دَور شاہ عبدالغنی مجددّی سے کیا۔ اور رواج کے مطابق مرشد کی تلاش کی اور حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی کی بیعت کی۔

احمد علی صاحب سہارنپوری نے ایک مطبع قائم کیا تھا جس کا نام انہوں نے مطبع احمدی رکھا۔ حضرت مولانا محمد قاسمؒ صاحب کو چونکہ دین سے خاص شغف تھا اس لئے آپ اس مطبع میں کام کرتے رہے اور تصحیح کتب کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور اس طریق سے علم دین کی خدمت کا حق ادا کرتے رہے اور ضمنی طور پر اس تصحیح سے معمولی سا جو حق محنت ملتا اس پر گزراوقات کرتے اور اعزہ واقارب کے علاوہ مہمانوں کا حق پورا کرتے۔ زندگی نہایت سادہ بے تکلف اور زاہدانہ تھی، شکل و صورت سے دیکھنے والوں کو یہ وہم گمان بھی نہ ہوسکتا تھا کہ یہ بھی کوئی عالم دین ہیں۔

حضرت مولانا صاحب عالم بے بدل تھے اور عاشق رسولؐ آپ نے حمایت اسلام اور عشق رسولؐ میں کئی کتب تصنیف کیں۔ جب انگریزی حکومت علماء اسلام کو پیغام حق پہنچانے کی پاداش میں گرفتار کرکے پس زنداں ڈال رہی تھی تو آپؒ کے بھی وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے تھے۔ تین دن روپوش رہنے کے بعد باہر آ گئے۔ ''فرمایا کہ تین دن سے زیادہ روپوش رہنا سنت سے ثابت نہیں''۔

حضرت مولانا محمد قاسمؒ نے تین بار حج کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ پہلا حج 1860ء میں کیا۔ دوسرا حج 1869ء میں جبکہ تیسرا حج 1877ء میں کیا۔

نثر میں تو آپ کا علم کلام کافی ہے جو اسلام کی تائید اور عیسائیت اور ہندومت کے ردّ میں پیش کیا گیا ہے۔ آپ نے منظوم کلام بھی یادگار چھوڑا ہے جو قصیدہ قاسمی کے عنوان سے شائع شدہ ہے۔ اس میں پہلے قصیدہ کے 151/اشعار ہیں۔ آپؒ نے اپنی کتاب ''تحذیرالناس'' میں ختم نبوت کا مضمون وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ 1866ء میں آپ نے دارالعلوم دیوبند قائم کیا۔

15/اپریل 1880ء کو آپؒ کی وفات ہوئی اور دیوبند میں تدفین ہوئی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے خطبہ عیدالاضحیٰ (9/جولائی 1957ء میں) فرمایا:

''مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ کے ہدایت کے ماتحت یہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اور آج سارا ہندوستان ان کے علم سے منور ہورہا ہے……

مَیں جب ''ندوہ'' دیکھنے گیا تو مولویوں نے ہماری بڑی مخالفت کی۔ مگر مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے بیٹے یا پوتے جو اُن دنوں ''ندوہ'' کے منتظم تھے انہوں نے میرا بڑا ادب کیا اور مدرسہ والوں کو حکم دیا کہ جب یہ لوگ آئیں تو ان سے اعزاز کے ساتھ پیش آئیں۔ بعد میں انہوں نے میری دعوت بھی کی تھی…… میرے ساتھ سید سرور شاہ صاحب، حافظ روشن علی صاحب اور قاضی سید امیر حسین صاحب بھی تھے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ ان کے اندر ابھی مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ والی شرافت باقی تھی۔ اگر ان میں شرافت نہ ہوتی تو ہمارے جانے پر جیسے اَور مولویوں نے مظاہرے کئے تھے وہ بھی مظاہرہ کرتے لیکن انہوں نے مظاہرہ نہیں کیا اور بڑے ادب سے پیش آئے اور بڑی محبت کے ساتھ انہوں نے ہماری دعوت کی اور استقبال کیا۔ بعد میں انہوں نے مولوی عبیداللہ صاحب سندھی کو ہمارے پاس بھجوایا اور معذرت کی کہ مجھے پتہ لگا ہے کہ بعض مولویوں نے آپ سے گستاخانہ کلام کیا ہے مجھے اس کا بڑا افسوس ہے۔ میں انہیں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں کہ ایسا نہ کریں لیکن وہ سمجھتے نہیں……

ہماری جماعت کے لئے اس ملک میں بھی ابھی صوفیاء کے طریق پر کام کرنے کا موقع ہے جیسا کہ دیوبند کے قیام کے زمانہ میں ظاہری آبادی تو بہت تھی لیکن روحانی آبادی کم ہوگئی تھی۔ روحانی آبادی کی کمی کی وجہ سے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے دیکھ لیا کہ یہاں اب روحانی نسل جاری کرنی چاہئے تاکہ یہ علاقہ اسلام اور روحانیت کے نور سے منور ہو جائے چنانچہ انہوں نے بڑا کام کیا …… پھر دیوبند کے جو بزرگ تھے وہ اپنے زمانہ کے لئے اسوۂ حسنہ تھے۔ اپنے پیچھے ایک نیک ذکر دنیا میں چھوڑا ہے ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے، اسے یاد رکھنا چاہئے اور اس کی نقل کرنی چاہئے۔''

……❋……❋……❋……

محترم ڈاکٹر نثار احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23 جولائی 2009ء میں مکرم وقار احمد طاہر مورانی صاحب کے قلم سے اُن کے والد محترم ڈاکٹر نثار احمد صاحب مورانی واقف زندگی کا تفصیلی ذکرِ خیر شامل اشاعت ہے۔

محترم ڈاکٹر نثار احمد صاحب وقف جدید کے اولین پھل تھے جو ہندوؤں سے احمدی ہوئے اور اپنی وفاداری اور اخلاص سے جماعت کا نام روشن کرنے والوں میں شامل ہوئے۔ آپ تھرپارکر کے ایک گاؤں سیڈیہ ضلع مٹھی میں 1940ء میں ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام نانک رام رکھا گیا۔ آپ کے تین بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ آپ کی ولادت کے دن آپ کے گاؤں میں پہلی دفعہ اذان لاؤڈ اسپیکر پہ دی گئی جو کہ آپ کے کانوں میں پڑنے والی ابتدائی آواز تھی۔ آپ بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیلتے تو، اللہ اللہ، کہتے تھے۔ سکول میں اپنی ذہانت سے اساتذہ کا قرب حاصل کیا۔ آپ تیسری جماعت میں تھے تو بچوں کے ساتھ بکریاں چرانے گئے اور ایک درخت پہ چڑھ کر اذان دینے لگے۔ اچانک گر گئے اور بائیں بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی جو کہ گاؤں کے ٹوٹکوں کی وجہ سے خراب ہوگئی اور پھر علاج کے لئے حیدرآباد لے جایا گیا جہاں آپ کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ وہاں بھی جب آپ اذان سنتے تو آپ کو سکون ملتا۔ علاج کے بعد آپ گھر واپس پہنچے تو اپنی والدہ محترمہ سے کہا کہ اذان کی آواز تسلی دیتی ہے۔ اس پر آپ کو گاؤں کے بھگت کے پاس دینی تعلیم کے لئے بھیجنا شروع کیا گیا جہاں آپ بہت شوق سے پڑھنے لگے اور گاؤں والے آپ کی ذہانت کی وجہ سے آپ کو بھگت کہنے لگے۔

میٹرک کے بعد آپ مزید تعلیم کے لئے اپنے چچازاد بھائی کے پاس حیدرآباد گئے اور تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلام کے بارہ میں کافی معلومات حاصل کرتے رہے۔ ایک دن آپ نے خواب میں آسمان پہ تیز گرج چمک میں روشنی کے ساتھ کلمہ لکھا ہوا دیکھا جو آپ کی زبان پر بھی جاری ہوگیا۔ آپ خوف سے اٹھ بیٹھے اور پھر توبہ کرتے ہوئے اپنی مذہبی تعلیم کے تحت پھر سونے لگے تو کلمہ پھر آپ کی زبان پر جاری ہوگیا۔ ساری رات بے چینی میں گزاری اور صبح بھی اُس خواب کا اتنا اثر تھا کہ آپ اُس اثر کو زائل کرنے کے لئے فلم دیکھنے کی نیت سے سینما چلے گئے لیکن وہاں بھی وہی منظر آپ کے سامنے آتے رہے۔ پھر جب آپ واپس ہوسٹل آرہے تھے تو راستہ میں ایک بچہ کے ہاتھ پھیلانے پر آپ نے اُس کو خیرات دی اور اُس نے آپ کو سورۃ الفاتحہ اور آیۃ الکرسی کے پمفلٹ دیئے۔ جب بھی آپ انہیں پڑھتے تو سکون محسوس کرتے۔

اس واقعہ کا ذکر جب آپ نے اپنے چچیرے بھائی سے کیا تو اُس نے آپ کو مکرم مہاشہ محمد عمر صاحب سے ملوادیا۔ جلد ہی آپ کو احمدیت کی تعلیم پر تسلّی ہوگئی کہ یہی سچائی ہے۔ اسی دوران آپ نے خواب میں وہی پہلے والا منظر اور روشنی کے ساتھ کلمہ لکھا ہوا دیکھا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ ایک طرف اندھیرے میں حضرت کرشنؑ کھڑے ہیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر دوسری طرف روشنی میں کھڑے حضرت مسیح موعودؑ کو آپ کا ہاتھ تھماتے ہیں اور بہت خوش ہوکر چلے جاتے ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر آپ کو تسلی ہوئی کہ آپ جس جماعت میں شامل ہورہے ہیں وہ واقعی وہی جماعت ہے جس کے بارہ میں اتھروید (ہندوؤں کی الہامی کتاب) میں یہ پیشگوئی ہے کہ بیاس ندی کے کنارے پہ امام مہدی کا ظہور ہوگا اور اس کی کئی منڈیاں (چہرے) ہوں گی اور وہ صرف پاک روحوں کو اپنے پاس بلائے گا۔

1961ء میں نانک رام صاحب نے بیعت کی اور نثار احمد بن گئے۔ جب آپ نے گاؤں جاکر سارا واقعہ اپنی والدہ محترمہ کو بتایا تو وہ بہت خوش ہوئیں لیکن آپ کو منع کیا کہ اپنے بھائیوں کو اس بارہ میں نہ بتائیں مبادا وہ آپ کو نقصان پہنچائیں۔ جب آپ واپس حیدرآباد آگئے تو آپ کے بھائیوں کو آپ کے اسلام قبول کرنے کا علم ہوا اور اُن کے پیغام آئے کہ اگر اب گاؤں آئے تو ہم تمہیں ماردیں گے۔ پھر آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کے ایک بھائی مکرم پریم چند صاحب کو تسلی کا پیغام دے کر آپ کے پاس بھیجا جو دل سے آپ کے مسلمان ہونے پر خوش تھے۔

نانک رام مسلمان ہوکر نثار احمد بن گئے اور 1964ء میں جلسہ سالانہ پر مکرم مہاشہ محمد عمر صاحب کے ساتھ ربوہ آئے۔ جلسہ کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات ہوئی تو مکرم مہاشہ صاحب نے آپ کا تعارف حضورؓ سے کروایا۔ حضورؓ علالت کی وجہ سے چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ حضور کو تمام واقعہ کا تو علم تھا مگر ملاقات پہلی دفعہ ہوئی تھی چنانچہ حضورؓ شفقت فرماتے ہوئے اُٹھ کر بیٹھ گئے اور پوچھا کہ کوئی مسئلہ تو نہیں ہے؟ آپ نے کہا کہ حضور! ایک مسئلہ ہے اور وہ یہ کہ ہمارے خاندان میں اپنے نام کے ساتھ دادا کا نام لگانے کا رواج ہے تاکہ نسل کا پتہ لگے۔ فرمایا: آپ اپنے نام کے ساتھ مورانی لکھیں۔ تب سے آپ کے تمام خاندان اور اُن کی نسلوں کی پہچان مورانی کے نام سے ہوتی آرہی ہے۔

1964ء میں ہی آپ نے اپنی زندگی وقف جدید کے تحت وقف کی اور چند ماہ کی جماعتی تعلیم کے بعد لاہور کے ایک کالج سے ہومیو پیتھ کا ڈپلومہ بذریعہ ڈاک کرلیا۔ پھر اپنے آبائی گاؤں تھرپارکر میں تبلیغ کے لئے بھجوائے گئے اور پھول پورہ میں پہلا مرکز تبلیغ قائم کیا۔ اس کے بعد مٹھی میں مرکز تبلیغ اور ڈسپنسری قائم کی اور بعد ازاں آپ کو مزید کئی مساجد اور مراکزِ تبلیغ قائم کرنے کی توفیق ملی۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے بحیثیت ناظم وقف جدید جب تھر کا دورہ کیا تو آپ کے بھائی پریم چند سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ حضورؒ کو لے کر مکرم پریم چند صاحب جونوکوٹ کے قریب ایک گاؤں میں رہتے تھے، اُن کے گھر آئے۔ انہوں نے نہایت ادب و احترام سے حضورؒ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور اجازت لے کر کھانا تیار کروایا۔ جب کھانا آیا تو حسب معمول پریم چند صاحب کے لئے بہت سی سبز مرچیں بھی لائی گئیں۔ حضورؒ نے فرمایا کہ اتنی مرچیں صحت کے لئے ٹھیک نہیں۔ یہ سن کر پریم چند صاحب نے مرچیں کھانی چھوڑ دیں اور پھر تمام عمر نہ کھائیں۔

محترم نثار مورانی صاحب کو بیعت کے بعد ہر سال جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کی توفیق ملتی رہی۔ 1974ء میں جلسہ کے لئے آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ سے ان کی شادی کے بارہ میں فرمایا۔ چنانچہ جلد ہی حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کی تجویز پر محترم نثار صاحب کی شادی مکرم شیخ نعمت اللہ صاحب کی بیٹی سے ہوگئی۔

شادی کے چند ماہ بعد ''دعوۃ الامیر'' کا سندھی ترجمہ شائع کرانے کے کیس میں مکرم نثار صاحب اسیر ہوگئے تو آپ کی اہلیہ کو اُن کے بھائی نے کہا کہ آپ اکیلی پریشان ہوں گی، نثار صاحب کی رہائی تک آپ ربوہ آجائیں۔ لیکن وہ کہنے لگیں کہ مورانی صاحب جیل میں رہیں اور میں اپنے آرام کا سوچ کر ربوہ چلی جاؤں، ایسا نہیں ہوسکتا۔

اس کیس کی شخصی ضمانت کے لئے پولیس نے تنگ کرنے کے لئے کہا کہ اسیر کے سگے بھائی یا والد کی ضمانت چاہیئے۔ وہ سمجھتے تھے کہ کوئی نہیں آئے گا۔ لیکن جب مکرم پریم چند صاحب کو پتہ چلا تو انہوں نے خود آکر ضمانت کروادی۔

ایک دفعہ نوکوٹ کی بعض احمدی خواتین نے کم علمی کی وجہ سے آپ کی اہلیہ سے کہا کہ آپ کے گھر ہندو آتے جاتے اور کھاتے پیتے ہیں اس لئے ہم آپ کے گھر کچھ کھائیں پئیں گے نہیں۔ یہ سن کر آپ کی اہلیہ پریشان ہوگئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں لکھا کہ حضور! آپ نے میری شادی کروائی تھی کہ میں دوسروں کو جماعت کی طرف راغب کروں یہاں تو جماعت والی دُور ہورہی ہیں؟ اس پر حضورؒ نے جواب لکھا کہ اگر اس بات پر احمدی خواتین آپ سے ناراض ہوتی ہیں تو ہوں مگر آپ نے اپنے سسرال والوں سے ناطہ نہیں توڑنا۔ جب یہ خط ان احمدی خواتین کو دکھایا گیا تو وہ بہت شرمندہ ہوئیں اور خود ہی ان کے گھر آنا جانا شروع کردیا۔

محترم نثار مورانی صاحب کی نوکوٹ شہر میں کافی مخالفت تھی۔ ایک دفعہ ایک نقاب پوش لڑکا آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے رات کو عشاء کی نماز کے بعد اسلحہ لے کر گھر میں کود آیا۔ بچے جاگ رہے تھے وہ خوفزدہ ہوکر شور مچانے لگے تو حملہ آور دیوار پھلانگ کر بھاگ گیا۔ بعد میں اُس لڑکے کا پتہ چل گیا لیکن نثار صاحب نے کوئی بدلہ نہیں لیا۔ پھر وہ سرعام آپ کو قتل کرنے کی دھمکیاں دینے لگا۔ حالات خراب ہونے پر خدام کی ڈیوٹیاں بھی شروع ہوگئیں۔ اُسی لڑکے نے ایک بار پھر آپ پر قاتلانہ حملہ کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اس کے چند روز بعد اُس کے سر پر چوٹ لگی اور اُس کی ذہنی حالت بگڑ گئی۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوا تو اُس لڑکے کی والدہ محترم نثار صاحب کے پاس آئیں۔ آپ اُس کے گھر گئے اور ایک دوائی بنا کر اُسے سنگھائی۔ کچھ ہی دیر میں اُس کی حالت سنبھل گئی اور وہ بالکل ٹھیک بولنے لگا اور اس کے بعد کبھی کوئی دماغی تکلیف نہ ہوئی اور نہ پھر کوئی غلط کام کرنے کی اس کو ہمت ہوئی۔

محترم نثار صاحب کو 1985ء میں بھی کلمہ کا بیج لگانے پر اسیر راہ مولیٰ بننے کی توفیق ملی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1985ء کے خطبہ عیدالفطر میں فرمایا: ''جو اوّلین پھل ملے ہیں وقف جدید کو ان میں ایک یہ ہیں نثار احمد مورانی جونوکوٹ میں رہائش پذیر ہیں...... یہ نومسلم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی برکت سے شرک سے اجتناب کی توفیق ملی۔ جو بتوں کی پرستش کیا کرتا تھا اسے جماعت احمدیہ کے سرفروشوں نے کلمہ توحید پڑھا دیا...... یہ وہ احمدی واقف زندگی بھی تھے اور اب بھی واقف زندگی ہیں۔ یہ وہ ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ان کو ہندوؤں سے احمدی مسلمان ہونے کی توفیق ملی اور ان کا ایک ہاتھ تو بچپن میں کٹ گیا تھا اور ایک ہی ہاتھ تھا وہ بھی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔''

محترم نثار صاحب نے حکمت تو معلم کلاس کے دوران ہی پڑھنی شروع کی تھی اور تاحیات پڑھتے رہے اور ہومیوپیتھی کا کورس بھی کیا تھا۔ آپ نے اپنی پریکٹس تھر میں جاری رکھی جہاں کی ایک نہایت مہلک بیماری جس میں ایک لمبا کیڑا جسم کے اندر پیدا ہوتا ہے اور جب وہ جسم سے نکلنا شروع ہوتا تھا تو کئی ہفتے میں پورا نکلتا تھا اگر وہ ٹوٹ جاتا تو اس کا زہر جسم میں پھیل جاتا اور مریض موت کے منہ میں چلا جاتا۔ محترم نثار صاحب نے اس کا ہومیوپیتھی سے علاج کیا جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی کتاب میں بھی کیا۔ اس کے علاوہ سانپ کے کاٹے کی دوائی بھی ہومیوپیتھی میں آپ نے دریافت کی اور اس کا ذکر بھی حضورؒ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

مکرم نثار مورانی صاحب نے اپنے حالات زندگی سے متعلق ایک کتاب ''نشکلنک اوتار، یعنی معصوم خلیفۃ اللہ لکھی ہے۔ اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے کئی پمفلٹ لکھے اور بعض کتب کا سندھی ترجمہ کیا جن میں دعوۃ الامیر، کشتی نوح، اسلامی اصول کی فلاسفی وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی تبلیغ سے سینکڑوں افراد نے اسلام قبول کیا۔ مطالعہ سے آپ کو عشق تھا۔ ایک ہزار سے زائد جماعتی کتب گھر میں موجود تھیں جن سے اب مقامی جماعت فائدہ اٹھارہی ہے۔ آپ سالہا سال صدر جماعت، امام الصلوٰۃ اور دیگر ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ آخری وقت میں ایک کتاب ''ہومیوپیتھی کے کرشمے'' لکھ رہے تھے جب دل کے عارضہ کے سبب مختصر بیماری سے وفات پائی۔ 2 مئی 1998ء کو آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

ماہنامہ ''تحریک جدید'' ربوہ جولائی 2009ء میں شامل اشاعت مکرمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی ایک طویل نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

مری جاں آزمانا گو تمہیں کیا کیا نہ آتا ہے
ہمیں بھی پیش کرنا نفس کا نذرانہ آتا ہے
جو بن پائے تو اس کو روک لے تو واعظا بڑھ کے
وہ آتا ہے مرے گھر اور بے باکانہ آتا ہے
رقیبوں کو مرے میری وجہ سے مل گئی شہرت
کہ میری داستاں میں ان کا بھی افسانہ آتا ہے
اٹھاتا ناز ہے کہ خود بھی مردِ عشق پیشہ ہے
وہ دلبر بھی ہے اس کو ناز بھی فرمانا آتا ہے
جو نادم ہو اُسی پہ تو نگاہِ لطف پڑتی ہے
وہی یاں فیض پاتا ہے جسے پچھتانا آتا ہے
یہ دنیا جال سے اپنے نکلنے ہی نہیں دیتی
خیالِ بے ثباتی تو ہمیں روزانہ آتا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

9th March 2012 – 15th March 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 9th March 2012

00:15	MTA World News
00:35	Tilawat
00:45	Japanese Service
01:10	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
01:50	Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th March 1996
03:05	Tarjamatul Qur'an class: rec. 2nd November 1995
04:15	Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Huzoor on 16th August 2009
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
07:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:10	Siraiki Service
09:10	Rah-e-Huda: rec. on 3rd March 2012
10:45	Indonesian Service
11:45	Tilawat
12:00	Spotlight
13:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
14:05	Dars-e-Hadith
14:20	Bengali Service
15:25	Real Talk: a programme exploring social issues affecting today's youth
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Majlis Ansarullah UK Ijtema: address delivered by Huzoor on 3rd October 2010
19:30	Yassarnal Qur'an
20:00	Fiq'ahi Masa'il
20:30	Friday Sermon [R]
22:00	Insight: recent news in the field of science
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 10th March 2012

00:00	MTA World News
00:30	Tilawat
00:40	International Jama'at News
01:10	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th March 1996
02:15	Fiq'ahi Masa'il
02:45	Friday Sermon: rec. on 9th March 2012
03:55	Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
04:25	Rah-e-Huda: rec. on 3rd March 2012
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	International Jama'at News
07:05	Al-Tarteel
07:40	Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Huzoor on 28th December 2010
08:45	Question and Answer Session: recorded on 30th April 1995. Part 3
09:35	Friday Sermon [R]
10:50	Indonesian Service
12:00	Tilawat
12:15	Story Time: Islamic stories for children
12:30	Let's Find Out
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bengali Service
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30	Faith Matters: question and answer session on matters regarding faith and religion
20:30	International Jama'at News
21:05	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 11th March 2012

00:00	MTA World News
00:20	Friday Sermon: rec. on 9th March 2012
01:30	Tilawat
01:45	Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th March 1996
02:55	Dars-e-Hadith
03:15	Friday Sermon [R]
04:25	Story Time: Islamic stories for children
04:45	Yassarnal Qur'an
05:00	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
06:45	Beacon of Truth
07:50	Faith Matters
09:00	Jalsa Salana Bangladesh: an address delivered by Huzoor on 6th February 2011
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 15th April 2011
12:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Story Time: Islamic stories for children
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:20	Faith Matters [R]
17:30	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth [R]
19:35	Real Talk
20:40	Hotel de Glace
21:15	Jalsa Salana Bangladesh [R]
22:20	Friday Sermon [R]
23:30	Ashab-e-Ahmad

Monday 12th March 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:30	Yassarnal Qur'an
00:50	International Jama'at News
01:25	Liqa Ma'al Arab: rec. on 29th February 1996
02:30	Hotel de Glace
03:05	Friday Sermon: rec. on 9th March 2012
04:25	Ashab-e-Ahmad
04:55	Faith Matters
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	International Jama'at News
07:05	Adaab-e-Zindagi
07:40	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 17th November 1997
10:15	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 23rd December 2011
11:15	Jalsa Salana Speeches
12:00	Tilawat
12:20	International Jama'at News
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon: rec. on 26th May 2006
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Dars-e-Hadith
16:20	Rah-e-Huda: rec. on 10th March 2012
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service: Sabeel-ul-Huda
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th March 1996
20:40	International Jama'at News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:10	Jalsa Salana Speeches [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Tuesday 13th March 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:30	Adaab-e-Zindagi
01:00	Insight: recent news in the field of science
01:25	Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th March 1996
02:30	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 17th November 1997
03:35	Jalsa Musleh Ma'ood
05:00	Waqfe Nau Ijtema: address delivered by Huzoor on 26th February 2011
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Insight: recent news in the field of science
07:00	Home and Garden: roses
07:25	Yassarnal Qur'an
08:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
09:00	Question and Answer Session: recorded on 21st May 1995. Part 1
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 18th March 2011
12:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:15	Dars-e-Malfoozat
12:30	Insight: recent news in the field of science.
13:00	Bengali Service
14:00	Atfalul Ahmadiyya Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 26th February 2011
15:05	Yassarnal Qur'an
15:25	Guftugu
16:00	Home and Garden
16:25	Rah-e-Huda: rec. on 10th March 2012
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth
19:35	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 9th March 2012
20:35	Insight: recent news in the field of science
20:45	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
21:55	Atfalul Ahmadiyya Ijtema [R]
23:00	Real Talk

Wednesday 14th March 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd April 1996
02:35	Learning Arabic: a programme teaching how to read, write and speak Arabic
03:05	Food for Thought: diabetes
03:45	Question and Answer Session: recorded on 21st May 1995. Part 1
04:50	Atfalul Ahmadiyya Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 26th February 2011
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:45	Pakistan in Perspective
07:20	Dua-e-Mustaja'ab
07:50	Yassarnal Qur'an
08:05	Children's class with Huzoor
09:05	Question and Answer Session: Urdu session, recorded on 15th June 1996. Part 2
10:15	Indonesian Service
11:15	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: rec. on 9th June 2006
14:00	Bengali Service
15:05	Children's class [R]
16:05	Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:35	Fiq'ahi Masa'il
17:15	Pakistan in Perspective [R]
18:00	MTA World News
18:20	Question and Answer Session [R]
19:30	Real Talk
20:45	Al-Tarteel [R]
21:15	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:50	Children's class [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Thursday 15th March 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Fiq'ahi Masa'il
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th March 1996
02:30	Pakistan in Perspective
03:05	Real Talk
04:05	Al-Tarteel
04:35	Dua-e-Mustaja'ab
05:00	Friday Sermon: rec. on 9th June 2006
06:00	Tilawat
06:10	Beacon of Truth
07:00	Safar-e-Hayat
08:05	Faith Matters
09:10	Spotlight: in memory of Hadhrat Musleh Ma'ood (ra)
10:00	Indonesian Service
11:05	Pushto Service
11:50	Tilawat
12:15	Yassarnal Qur'an
12:35	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 9th March 2012
14:05	Tarjamatul Qur'an class: rec. 8th November 1995
15:20	Spotlight [R]
16:10	Faith Matters
18:00	MTA World News
18:25	Jalsa Salana Germany: address delivered by Huzoor at the Tabligh seminar on 25th June 2011
19:55	Safar-e-Hayat [R]
20:55	Faith Matters [R]
21:55	Beacon of Truth [R]
23:00	Tarjamatul Qur'an class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 02 March , 2012 | Issue No. 09

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں

(ماہ دسمبر 2011ء)

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(تیسری اور آخری قسط)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’سچ پوچھو تو اُن کی یہ مخالفتیں ہماری مزرعہ کامیابی کے لئے کھاد کا کام دے رہی ہیں کیونکہ اگر مخالفوں سے میدان صاف ہو جاوے تو اس میدان کے مردانِ کارزار کے جوہر کس طرح ظاہر ہوں اور انعاماتِ الٰہی کی غنیمت سے اُن کو کس طرح حصہ نصیب ہو اور اگر اعداء کی مخالفت کا بحرِ موّاج پایاب ہو جاوے تو اس کے غوّاصوں کی کیا قدر ہو اور وہ بحرِ معانی کے بے بہا گوہر کو کس طرح حاصل کرسکیں۔ مادرّ ما قیل۔

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ و سیاہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را
گر نیفتادے بخصمے کار در جنگ و نبرد
کے شود جوہر عیاں شمشیر خوں آشام را

اس مخالفت کا کوئی ایسا ہی سِرّ معلوم ہوتا ہے وَاِلّا اِن کی مخالفت کے ارادے عنداللہ کیا قدر رکھتے ہیں۔ اس ذات قادرِ مطلق کا تو صاف حکم ہے۔ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ (سورۃ المائدۃ:57) اور اس جنگ وجدال کا آخری انجام بھی بتا دیا ہے کہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ (سورۃ الاعراف:129)

مگر افسوس کہ با ایں ہمہ کوتاہ اندیش نہیں سمجھتے حالانکہ اس نصرتِ الٰہی وتائیدایزدی کا انہیں مشاہدہ وتجربہ بھی ہوتا رہتا ہے اور ان کی مذلّت وخسران ونامرادی کا انجام بھی کوئی پوشیدہ نہیں ہے کیوں نہ ہو:

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ راہ کو اُڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
غرض رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 467۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ذیل میں نظارت امور عامہ سے موصولہ Persecution Report بابت ماہ دسمبر 2011ء سے ماخوذ چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کیلئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

مختلف مقامات سے تکلیف دِہ خبریں

ٹاؤن شپ لاہور: اس علاقہ میں درج ذیل واقعات سامنے آنے کے بعد یہاں احمدیوں کی شدید مخالفت ہونے سے انکار کرنا ممکن نہیں رہا۔

(1) نامعلوم افراد نے احمدیہ بیت الذکر کے پاس اندھا دھند فائرنگ کی۔

(2) ایک احمدی بچہ سکول سے نکل کر گلی میں کھڑے ریڑھی والے سے کھانے کی چیز خریدنے گیا مگر اس خوانچہ فروش نے یہ کہہ کر چیز نہ بیچی کہ تم ایک مرزائی ہو۔

(3) ایک احمدی لڑکا مورخہ 7 دسمبر کو کرکٹ کھیل رہا تھا۔ مخالف ٹیم کے ایک کھلاڑی نے احمدی نوجوان کو بری طرح زدوکوب کیا اور وجہ صرف اتنی بتائی کہ یہ ایک مرزائی ہے۔ ساتھی کھلاڑیوں نے مل کر اس احمدی نوجوان کی جان بخشی کروائی۔

ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی، لاہور: اس علاقہ میں مخالفین احمدیت نے ایک مرتبہ پھر احمدیوں کے خلاف نفرت اور فساد پر اکسانے والا شرانگیز مواد طبع کر کے تقسیم کیا ہے اور متعدد جگہوں پر ایسی تحریرات آویزاں بھی کی گئی ہیں۔

راوی پارک ضلع لاہور، 10 دسمبر: یہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے احمدیت مخالف کانفرنس کی جو شام کے سات بجے شروع ہوئی اور نصف شب تک جاری رہی۔ حاضرین کی تعداد تین سو سے زیادہ تھی۔ مولوی محمد الیاس گھمن نے صدارت کی۔ حسب عادت ان مخالفین احمدیت نے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف نہایت بے ہودہ اور غلیظ زبان استعمال کی اور جماعت کے خلاف کھلم کھلا بدزبانی اور گالیوں کا طریق اپنایا۔ شرکائے کانفرنس کو قابل نفرت مواد سے بھرے پمفلٹ بھی تقسیم کئے گئے۔

بہاولپور: اس ضلع میں جماعت احمدیہ کی مخالفت میں بے تحاشہ اضافہ ہو چکا ہے۔ مخالفین کی طرف سے شہر کے بازاروں، سکولوں اور بڑی تعداد میں گلی محلوں میں مکانات پر جماعت کے خلاف گندے مواد سے بھری تحریرات آویزاں ہیں۔ مزید برآں لوگوں کو دھمکی دی جارہی ہے کہ ’’اے مسلمان! جب تو کسی قادیانی سے ملتا ہے تو گنبد خضریٰ میں دل مصطفیٰ دکھتا ہے۔‘‘ نعوذ باللہ............۔

’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کا نقاب اوڑھ کر متفرق کارروائیاں

خوشاب: یہ مجلس چونکہ خود کو غیر سیاسی تحریک ظاہر کرتی ہے اس لئے ریاست اور اس کے اداروں کی طرف سے غیر معمولی مراعات اور ’’حسن سلوک‘‘ پر مبنی سلوک کی سزاوار بن رہی ہے۔ اس سلوک کا فائدہ اٹھا کر یہ لوگ قابل گرفت فرقہ وارانہ اور شدت پسندانہ کارروائیوں میں جتے ہوئے ہیں۔ دراصل اس مجلس کا علاقائی اور بین الاقوامی سیاست میں گہرا اثرورسوخ اور روابط ہیں۔ اور کارکنان اس مجلس کو پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کرتے ہیں نیز اس مجلس کے کئی متعلقین کی قومی سیاست میں سرگرم شمولیت ہے۔

حال ہی میں، خوشاب میں ایک سولہ سالہ احمدی طالب علم کی گرفتاری اور اسے توہین کے ایک بے بنیاد مقدمہ میں ملوث کرنے کے لئے قاری سعید احمد کی سرکردگی میں زبردست مہم جوئی کی گئی ہے۔ ذیل میں ایک اخباری خبر درج کی جاتی ہے جو ہمیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی حقیقت سے باخبر کر رہی ہے۔

’’قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر تشویش ہے: قاری سعید

عالمی مجلس ختم نبوت آئندہ کسی بھی مرزائی نواز رکن اسمبلی کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔

خوشاب (بیورو رپورٹ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع خوشاب اور جمعیت علمائے اسلام (ف) نے مشترکہ طور پر ضلع بھر میں قادیانیوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ کا اعلان کرتے ہوئے کہا یہ تحریک اس وقت تک جاری رہے گی جب تک قادیانی اپنے آپ کو اقلیت تسلیم نہیں کر لیتے۔ جے یو آئی کے ڈویژنل امیر قاری سعید احمد اسعد نے جامع مسجد بگڑ والی میں قادیانیوں کی طرف سے اپنے آپ کو سکولوں میں مسلمان ظاہر کرنے کے خلاف نکالی گئی ریلی سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے ملک میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ضلع خوشاب کے علاقہ گروٹ میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کیا جائے۔‘‘

(روزنامہ الشرق انٹرنیشنل، ہفتہ 17 دسمبر 2011ء)

مذکورہ بالا قاری سعید احمد بیک وقت ممبر جمعیت علمائے اسلام فضل الرحمٰن گروپ اور امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کام کر رہا ہے۔ اور خوشاب میں ایک احمدی نوعمر طالب علم کے خلاف توہین رسالت کی قانون کی آڑ میں بے بنیاد مقدمہ درج کروانے کی مہم کا سرغنہ ہے۔

خوشاب کا واقعہ اور اخباری خبر سے صاف پتہ چلتا ہے کہ کس طرح ’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ نہایت مکاری سے اپنی پہچان بطور ’’غیر سیاسی‘‘ تحریک کے ظاہر کر کے فرقہ واریت کی آگ کو ہوا دے رہی ہے۔ لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہ شدت پسند تحریک، سیاسی جماعت کے طور پر بھی مکمل سرگرم عمل ہے۔

احمدیت کی مخالفت میں مقامی اخبارات کا استعمال

فیصل آباد: جب سے پاکستان بنا ہے یہاں کے اردو اخبارات جماعت احمدیہ کی دشمنی اور مخالفت میں جہاں عام صحافتی اقدار اور مروج اصولوں کی بے دریغ پامالی کے مرتکب ہو رہے ہیں وہاں عام اخلاقی ذمہ داریوں کو نبھانے سے بھی قاصر ہیں۔

بے شک احمدیوں کے خلاف یہ ظلم روز اوّل سے جاری ہے۔ سردست ایک تازہ مثال بمع حوالہ درج کی جاتی ہے کہ کس طرح پاکستان میں اخلاقیات کا خون کر کے بڑے پیمانے پر حق دشمنی کی پنیری بوئی جارہی ہے جبکہ دوسری طرف پاکستان کو درپیش سیاسی، سماجی اور سلامتی کے مسائل کے حل کے لئے کوئی سنجیدہ کوشش نظر نہیں آتی ہے۔

۞...... پاکستان کے صنعتی دارالحکومت فیصل آباد سے شائع ہونے والے اخبار ’’روزنامہ امن‘‘ کے مورخہ 15 دسمبر کے شمارہ میں درج ذیل کہانی بعنوان ’’ایک قادیانی خاندان‘‘ شائع ہوئی۔ (تحریر: ایم ندیم کھوکھر)

’’............ اس سب کے باوجود قادیانی اپنی سرگرمیوں میں کمی کرتے نظر نہیں آتے، اس کی مثالیں آئے روز ملک میں نظر آتی رہتی ہیں۔ اپنے اسلامی ناموں، مسلمانوں جیسی نمازوں اور گھروں میں قرآن مجید رکھنے سے یہ لوگ مستقلاً گستاخی اسلام کے مرتکب ہو رہے ہیں قانون میں جو جو سزائیں ان کے لئے تجویز کی گئی ہیں وہ سب پوری طرح ہر قادیانی پر نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے ملک کی کم پولیس نفری اور اکثر نام نہاد لبرل انسانی حقوق کے علم برداروں کے دباؤ سے قادیانیوں کے خلاف قانونی کارروائی اس زور وشور سے نہیں ہوتی جس کے یہ لوگ مستحق ہیں۔ جو جو کیس علماء کی نظروں کے سامنے کھل کر آجاتا ہے اور ختم نبوت کے مجاہدین اس پر پولیس کو وارننگ دے دیتے ہیں کہ اگر اس کو منطقی انجام تک نہ پہنچایا گیا تو فسادِ خلق کی ذمہ داری پولیس پر ہوگی تو ایسے کیسز میں پولیس بھاگ دوڑ کر کے ملوث قادیانیوں کو گرفتار کر لیتی ہے بلکہ انہیں عدالتوں سے قرار واقعی سزا بھی دلواتی ہے۔ کئی ایک قادیانی خاندان ایسے ہیں جو ایک عرصہ تک اپنے کفریہ عقائد کی ترویج میں لگے رہتے ہیں اور پولیس اور علماء کی نظروں میں آنے سے بھی بچے رہتے ہیں............۔

اسی قسم کا ایک خاندان فیصل آباد کا ایک کاروباری شخص کا ہے جس کے تین بیٹے ہیں یہ تمام خاندان قادیانی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں